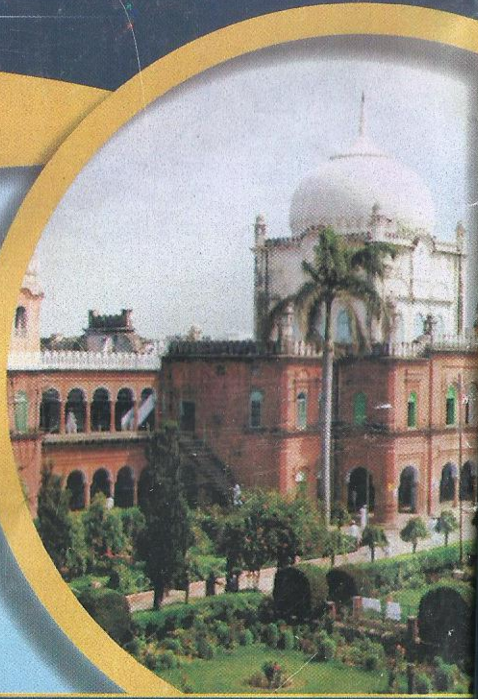
دین اسلام کی چار اساس • قرآن، سنت، اجماع اور قیاس

اہل السنّت والجماعت
علماء دیوبند کے مسلک، عقائد ونظریات کے امین

ماہنامہ ترجمان احناف پاکستان

جلد: 1 مارچ 2015ء شمارہ نمبر: 7



مدیر اعلیٰ

مناظر اسلام حضرت مولانا
مفتی محمد ندیم محمودی حفظہ اللہ

ناشر: نوجوانان احناف طلباء دیوبند پاکستان

برائے رابطہ، خط وکتابت: یوسف آباد دلہ زاک روڈ پشاور بالمقابل مسلم ہینڈز سکول

عبدالرحمن عابد
0333-3300274

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ — پاکستان

ترجمان احناف

جلد نمبر 1 شمارہ نمبر 7 فروری 2015ء

بیاد

امام اہل السنت، محدث اعظم، ترجمان علماء دیوبند
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب ؒ

امین ملت، امام المناظرین حضرت
مولانا محمد آمین صفدر اکاڑویؒ

فاتح ملت، سیف اللہ علی اعداء اللہ
حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ

زر خریدار فی شمارہ: 30 روپیہ سالانہ زر تعاون 300

دعوت نامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ عافیت کے ساتھ اعمال خیر میں مصروف ہونگے

عرض یہ ہے کہ

نوجوانان احناف کا علمی ومسلکی کام الحمد اللہ پورے زور وشور سے جاری وساری ہے اس سلسلے میں نوجوانان احناف خیبر پختونخواہ کے تمام ذمہ دار ساتھیوں کا ماہانہ اجلاس ہوتا ہے جس میں سابق کارگزریاں سامنے آتی ہیں اور آئندہ کیلئے لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے جس کی سرپرستی و صدارت خود حضرت مفتی محمد ندیم صاحب حفظہ اللہ کرتے ہیں لہذا اس مہینے کا اجلاس ومشورہ 26 مارچ 2015 بروز جمعرات صبح 10 بجے بمقام مسجد مفتی آصف علی صاحب چوک یادگار وگھنٹہ گھر چوک بالمقابل آلائیڈ بینک پشاور میں ہوگا ان شاء اللہ آپ اس میں اپنی شرکت یقینی فرما کر فریضہ سرانجام دیجئے گا

جزاکم اللہ خیرا

نوٹ: وقت کی پابندی ضروری ہے

جگہ کی معلومات کیلئے رابطہ نمبرز

03219868494

03348728787

منجانب: مفتی اکبر علی صاحب

آئینہ مضامین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

قارئین کرام! حضرت مفتی صاحب حفظہ اللہ کا یہ مضمون بطور اداریہ ربیع الاول کی مہینہ کیلئے خصوصی طور پر پہنچا تھا مگر انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے ربیع الاول کے شمارہ میں شامل ہونے سے رہ گیا تھا اسلئے ادارہ اسکو معذرت کے ساتھ اس شمارہ میں شائع کرنے کی جسارت کررہا ہے (ادارہ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میری محبت اس کے دل میں اس کے والد اور اس کے بیٹوں اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہوں بخاری ج اصفحہ ۵۵)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ

اس محبت سے مراد اختیاری محبت ہے غیر اختیاری محبت مراد نہیں ہے اور اختیاری محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کے نزدیک انخضرت کا حکم اور آپ ﷺ کی مبارک سنت ساری مخلوق سے راجح ہو۔ آپ ﷺ کے حکم کے سامنے اگر جان و مال اولاد۔ خواہشات بلکہ تمام لوگوں کو قربان کرنا پڑے تب بھی دریغ نہ کرے ایسا نہ ہو کہ والدین اعزہ واحباب بیوی بچوں اور دوسرے لوگوں کی خاطر یا اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے آپ کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دے

رب العالمین فرماتے ہیں

درحصہ (البقرہ) یعنی آپ ﷺ اعلان کردیجئے! کہ اگر تم خدا تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہاری گناہوں کو معاف کردیں گے اللہ تعالیٰ رحم فرمان والے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ محبت کی علامت کو دوسری حدیث میں یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی تمام خواہشات اس دین کے تابع نہ ہو جائیں جس کو میں لیکر آیا ہوا۔ (شرح السنہ ایک حدیث میں ہے کہ محبت میں سچا ہونے کی تین علامتیں ہیں

(۱) محبوب کے کلام کو دوسرے لوگوں کے کلام پر ترجیح دینا (۲) محبوب کی مجالست کو دوسرے لوگوں کی مجالست پر ترجیح دینا (۳) محبوب کے رضا اور خوشنودی کو دوسرے لوگوں کی رضا وخوشنودی کے مقابلے

میں ترجیح دینا (منہاجات (ابن حجر اد صفحہ ۴۱)

ایمان کے حلاوت

یہ بات یاد رہے! کہ ایمان کا مزہ اس وقت تک حاصل نہ ہوگا جب تک طبعی طور پر بھی آپ ﷺ کی محبت تمام محبتوں پر غالب نہ آجائے اور روح وجان کے رگ وریشے میں آپ ﷺ کی محبت سرایت نہ کر جائے ۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں بھی ہوگی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا (۱) اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں (۲) جس شخص سے بھی محبت کرے اللہ کے لئے کرے (۳) وہ کفر پر لوٹنے کو ایسے ہی ناپسند سمجھے جیسے آگ میں جانے کو (بخاری ج ۱ صفحہ ۷) یعنی ایمان کی لذت اور حلاوت حاصل ہونے میں اس بات کو بڑا دخل ہے کہ اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کی محبت اس کے دل میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہو نیز ان احادیث میں حسن خاتمہ کی بشارت بھی ہے جو بلاشبہ دنیا وآخرت کی سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ حضرت انسؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہر چیز سے زیادہ ہوگی تو حلاوت ایمانی حاصل ہوگی جبکہ ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دل میں ایمان داخل ہوجائے تو پھر ایمان اس کے دل سے کبھی نہیں نکلتا

لمحہ فکریہ!

ایسی ذات جو کمالات میں یکتا حسن وجمال میں بے مثل اور احسانات میں محسن حقیقی جس نے امت مسلمہ کے ایمان اور ان کی نجات کی خاطر نہ صرف کفار ومشرکین کی طرف سے طعنے سنے بلکہ زخم کھائے ۔ پھول سی نازک ایڑیاں خون سے رنگین ہوئیں ۔ ہمارے محبوب سرکار دو عالم کی دعوت وتبلیغ کے حالات سے شاید کوئی مسلمان ہی ناواقف ہوگا بہت حسرت وافسوس کا مقام ہوگا کہ اب بھی کسی مسلمان کا دل آنحضرت ﷺ کی محبت میں نہ ڈوبے اور اب بھی ہر مسلمان آپ ﷺ کی اطاعت کے لئے کمربستہ نہ ہو

اور اب بھی آپ ﷺ کے ارشادات کے سامنے اپنی عقل وفہم پر کچھ اعتماد کرلے

اے مسلمان!

جب تو کسی دنیاوی ادنیٰ سے محسن کی ناسپاہی کو نہایت برا خیال کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس کی چوکھٹ کا غلام سمجھتا ہے تو پھر محسن حقیقی سرکار دو عالم ﷺ کے احسانات کی سپاہی یہ کیسے جرأت کرتا ہے؟ اور کیوں

تیرے دل کی زمین آپ ﷺ کی اطاعت کیلئے زرخیز اور محبت کیلئے مزید ثابت نہیں ہوتی ؟؟؟

محبوب خدا کی محبت سے دل زندہ ہوگا تو پھر ہر اس چیز سے محبت ہوگی جس کو ادنیٰ سے نسبت بھی حاصل ہے رسول ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ پھر آپ ﷺ کی شریعت کے ہر مسئلہ کے سامنے سر تسلیم خم ہوگا آپ ﷺ کے نائبین حضرات فقہاء ہو علماء صوفیاء ہو یا محدثین سب کی عظمت سے دل لبریز ہوگا۔

حب رسول ﷺ حاصل کرنے کا طریقہ

(۱) آپ ﷺ کے کمالات ظاہرہ وباطنہ اور آپ ﷺ کے اسوۃ حسنہ کا مطالعہ کرے

(۲) آپ ﷺ کے امت پر جو بے شمار احسانات ہیں ان کو سوچا جائے

(۳) آپ ﷺ کی محبت کے حصول کی نسبت سے کثرت سے درود شریف پڑھا جائے

(۴) اللہ تعالی سے آپ ﷺ کی محبت کے حصول کی دعا کی جائے

(۵) اہل حق اہل اللہ کاملین جو اس دولت عظمیٰ سے اپنے قلب کو باغ وبہار بنا چکے اس کی محبت ومعیت اختیار کی جائے

(۶) آپ کے سیرت کو لوگوں کے سامنے بار بار بیان کریں

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو آنحضرت ﷺ کی مجمع محبت نصیب فرمائے

آمین بجاہ النبی الامی الکریم

اخوکم فی اللہ.

العبد الفقیر محمد ندیم محمودی الحنفی ننگ اسلاف، خاکپائے علماء دیوبند یکے از نوجوانان احناف

اعلان

تمام عوام وخواص، علمائے عظام وطلباء کرام اور نوجوانان احناف علمائے دیوبند سے محبت وعقیدت رکھنے والے حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مناظر اسلام وکیل ترجمان علمائے دیوبند حضرت مفتی محمد ندیم محمودی دامت برکاتہم گاؤں مندرہ خیل پشاور سے، چمکنی (سوکنو) بازار محلہ زرین آباد پشاور منتقل ہو چکے ہے۔ لہذا ملاقات کرنے والے خواہشمند حضرات آئندہ چمکنی بازار محلہ زرین آباد تشریف لایا کریں شکریہ

رابطہ

شہاب الدین حقانی 0346-9366805

قرآن و حدیث اور تاریخ کے آئینے میں

حق کے اثبات، اور باطل کے ابطال سے عوام کو آگاہ کرنے اور دین کی تبلیغ کا ایک موثر ذریعہ ''مناظرہ'' بھی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اپنی بات منوانے کیلئے مخالف سے دوبدو بات کرنا۔ قرآن مجید میں عیسائیوں اور یہودیوں کے دعووں پر کہا گیا۔ ھا توا بر ھا نکم ان کنتم صد قین سچے ہو تو دلیل لاؤ۔ سورہ انفال میں ہے لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحییٰ من حیی عن بینۃ۔ جو ہلاک ہو دلیل و حجت کے اس تھ جو زندہ رہے وہ بھی دلیل و حجت کے ساتھ۔ سورۃ النحل میں ہے یوم تأتی کل نفس تجادل عن نفسھا۔ (قیامت کے دن) ہر شخص اپنی صفائی میں بحث کرتا آئیگا۔ سورہ الزمر میں ہے۔ انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون تم قیامت کے دن اپنے رب کے حضور آپس میں تکرار کرو گے۔

حضرت ابراہیم اور نمرود کے درمیان جو مناظرہ ہوا۔ نمرود، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل کو توڑ نہ سکا۔ تو اس کی شکست کا اعلان قرآن نے یوں کیا فبھت الذی کفر۔ اس پر کافر دم بخود ہو گیا۔

سورۃ الانبیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے طویل مناظرہ کی روئیداد مذکور ہے۔ قوم حضرتؑ کے دلائل سے عاجز آ گئی۔ تو ان کے سر جھک گئے۔ ثم نکسوا علیٰ روسھم۔ اور کہنے لگے ابراہیم تو جانتا ہے کہ یہ معبود بول نہیں سکتے۔ تب حضرت کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ تف ہے تم پر اور تمہارے معبودوں پر تمہیں تو ذرا بھی عقل نہیں اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون۔

سورہ الشعراء میں بھی قوم کے لاجواب ہونے کا یوں ذکر ہے۔ بل وجدنا آباء نا کذالک یفعلون۔ تیری بحث کا جواب نہیں دے سکتے کیونکہ ہم نے اپنے آباء کو یونہی پایا ہے۔

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے دلائل سے عاجز آ کر قوم بولی۔ قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فاتنا بما تعدنا۔ تو نے بہت جھگڑ لیا۔ اب تو عذاب لے آ جس کا وعدہ کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون اور قوم فرعون سے مناظروں کا متعدد جگہ ذکر آیا ہے۔ سورہ طٰہٰ

اور سورہ شعراء میں اسکی تفصیل موجود ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب سے مباحثہ کیا۔ اور ان پر حجت قائم کرنے کے بعد مباہلے کی دعوت دی جیسے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

مناظرہ نبوی کی ایک جھلک

اہل کتاب کہنے لگے۔ عیسیٰ ابن اللہ ہے کیونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے جواباً فرمایا۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون کہ عیسیٰ علیہ السلام تو حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہیں (بلکہ آدمؑ کی تخلیق میں قدرت ربانی کچھ زیادہ جلوہ گر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا جبکہ حضرت آدمؑ کو بغیر باپ اور بغیر ماں کے پیدا کیا، آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر کن کہا اور وہ پیدا ہو گیا۔

قرآن بتاتا ہے کہ اہل کتاب، اس دلیل کا جواب نہ دے سکے۔

حضرت عمرؓ کا یہود سے مناظرہ

اطراف مدینہ میں یہود کا ڈیرہ تھا۔ حضرت عمرؓ کا اس پر گزر ہوا تھا۔ تو یہود کی مجلس گرم تھی۔ حضرت سے کہنے لگے۔ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے آپ زیادہ محبت کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ یہودی ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تمہارے نزدیک سب سے بڑی قسم رحمان کی ہے میں تمہیں ہی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا محمد ﷺ کی نبوت کا تمہارے ہاں کچھ ذکر ہے۔ وہ سب چپ ہو گئے۔ حضرت نے اصرار کیا تو مجبور ہو کر ایک شخص بولا بے شک ہے۔ مگر ہم اس لیے قبول نہیں کر رہے کہ ان پر فرشتہ (جبرئیل) وحی لیکر آتا ہے۔ اسی سے ہمیں دشمنی ہے۔ کیونکہ وہ ہم پر مقتول اور پھٹکاروں والی آیات لے کر اُترتا ہے۔ اگر میکائیل آتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ جبرئیل و میکائیل کی جگہ خدا کے نزدیک کس طرف ہے کہنے لگے جبرئیل کے داہنے طرف اور میکائیل کی بائیں طرف آپ نے فرمایا جو شخص خدا کے دائیں طرف بیٹھنے والے فرشتے کا دشمن ہے وہ بائیں طرف بیٹھنے والے کا بھی دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی اس دلیل کی تائید فرماتی اور وحی نازل کی۔ من کان عدو اللہ و ملائکتہٖ و رسلہ و جبریل و میکال فان اللہ عدو للکافرین

یوم سقیفہ میں صحابہؓ کی باہمی مناظرہ

یہ بحث بہت سے رخ اختیار کرگئی تھی مگر حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ دلیل دی کہ ارشاد نبوی ﷺ سے الائمة من قريش ۔تو سب نے قبول کرکے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

حضرت ابوبکرؓ سے صحابہؓ کا مناظرہ

قتال مرتدین ومانعین زکوٰۃ پر بھی مناظرہ ہوا۔حضرت نے دلیل میں یہ آیت پیش کی فان تابوا واقاموا الصلوة و اتوا الزكوة فاخوانكم فى الدين ۔کہ دین کا لحاظ صرف اقامت صلوٰۃ کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ادائیگی زکواۃ بھی ضروری ہے۔سب نے مان لی۔اور حضرت صدیقؓ کا ساتھ دیا۔

حضرت ابن عباسؓ کا خوارج سے مناظرہ

ابن عباسؓ کا بیان ہے (علامہ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں بالتفصیل ذکر فرمایا ہے) کہ جب خارجیوں نے بغاوت کا منصوبہ باندھا تو امیر المومنین حضرت علیؓ کو خبریں پہونچنے لگیں۔مگر آپ یہی فرماتے رہے''جب تک بغاوت نہیں کرتے تعرض نہ کرو ایک دن میں نے عرض کیا''امیر المومنین ظہر کی نماز ذرا تاخیر سے پڑھے گا۔میں ان لوگوں سے ملنے جارہاہوں''جب میں خارجیوں میں پہنچا تو دیکھا،شب بیداری سے ان کے منہ اترے ہوئے ہیں کثرت سجود سے پیشانیاں اور ہتھیلیاں ایسی کھری ہو چکی ہیں، جیسے اونٹ کے گھٹنے دھوئے ہوئے میں پراتے کرتے پہنے تھے مجھے دیکھتے ہی چلا اٹھے۔

وہ۔۔ابن عباسؓ کیسے آئے،اور یہ لباس فاخرہ کیوں؟

میں اس لباس پر تمہیں کیا اعتراض ہے؟ میں نے رسول ﷺ کو بہترین یمنی کپڑے پہنے دیکھا ہے(پھر میں نے یہ آیت پڑھی. قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده والطيبات من الرزق ۔

وہ آپ کس غرض سے آئے ہیں؟

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم (یعنی حضرت علیؓ اور صحابہؓ کے پاس سے آرہا ہوں،مگران میں سے کوئی ایک بھی تمہاری اس بھیڑ میں مجھے دکھائی نہیں دیتا،حالانکہ انہی پر قرآن اُترا اور وہی قرآن کے معانی سب سے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔میں اس لیے آیا ہوں کہ ان کی بات تمہیں اور

تمہاری بات انہیں پہنچاؤں۔

اس پر بعضوں نے کہا''قریش سے بحث نہ کرو،کیونکہ خدا فرما چکا ہے۔ بل هم قوم خصمون ۔اور بعضوں نے کہا نہیں گفتگو کرنا چاہیے''اس پر تین آدمیوں نے مجھ سے بات چیت شروع کی میں،آخر تمہیں امیر المومنین پر کیا اعتراض ہے ؟

وہ ہمارے تین اعتراض ہیں: انہوں نے امر الٰہی میں انسانوں کو حکم بنایا حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ ان الحكم الا لله

میں۔۔۔اچھا یہ ایک ہوا اور بتاؤ۔

وہ۔۔۔اور یہ کہ انہوں نے جنگ تو کی مگر نہ مال غنیمت حاصل کیا نہ قیدیوں کو لونڈی غلام بنایا حالانکہ حریف اگر مومن تھے تو ان سے لڑائی ناجائز تھی اگر کافر تھے تو جنگ کی طرح انہیں لونڈی غلام بنانا بھی جائز تھا،

میں۔۔۔یہ دو اعتراض ہوئے آگے بڑھو۔

وہ۔۔۔اور انہوں نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لقب مٹادیا خود ہی بتائے وہ امیر المومنین نہیں تو پھر امیر الکافرین ہیں۔

میں۔۔تم کہہ چکے؟ اچھا اگر میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے تمہارے خلاف دلیل پیش کروں تو رجوع کروگے؟

وہ۔۔۔بیشک ہم رجوع کرلیں گے۔

میں۔۔۔تو سنو۔تمہارا یہ کہنا کہ انہوں نے امر الٰہی میں انسانوں کو حکم بنایا تو خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے يا ايها الذين امنوا لا تقتلوا الصيد و انتم حرم ، ومن قتله منكم متعمدًا فجزاؤه مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل منكم ''اسی طرح میاں بیوی کے جھگڑے میں فرمایا۔ وان خفتم شقاق بينهما فابعثو ا حكما من اهله وحكما من اهلها ۔ان دونوں معاملوں کا فیصلہ خدا نے انسانوں پر رکھا ہے اب خود ہی بتاؤ،انسانوں کا فیصلہ،مسلمانوں کو خونریزی روکنا اور ان میں صلح واشتی استوار کرنے میں افضل ہے یا ربع درہم قیمت کے خرگوش کی جان اور ایک عورت کے معاملے میں

وہ۔۔۔ہاں واقعی پہلے معاملے میں افضل ہے

میں ۔۔۔تو تمہارا یہ اعتراض دور ہو گیا۔

وہ۔۔۔بے شک دور ہو گیا۔

میں ۔۔۔اب تمہارا یہ کہنا کہ جنگ تو کی مگر نہ مال غنیمت کیا نہ لونڈی غلام بنائے تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے خود ہی کہہ دو، کیا تم اپنی اور سب مسلمانوں کی ماں، عائشہ صدیقہؓ کو کنیز بنانا پسند کر سکتے ہو؟

اگر کہو، ہاں ہم انہیں کنیز بنا سکتے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سب جائز رکھ سکتے ہیں جو کنیز کے ساتھ جائز ہے تو یقیناً تم کافر ہو، اور اگر کہو، وہ ہماری ماں ہی نہیں ہیں تو بھی کفر لازم آتا ہے کیونکہ خدا انہیں ام المومنین قرار دے چکا ہے۔ دیکھو تمہارے اس اعتراض سے دو گمراہیاں لازم آتی ہیں۔ بتاؤ کیا جواب ہے تمہارے پاس؟ یہ اعتراض بھی اٹھ گیا؟

وہ۔۔۔ہاں بے شک اٹھ گیا۔

میں ۔۔۔اور رہ گیا تمہارا یہ کہنا کہ انہوں نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لقب ہٹا دیا تھا۔ تو میں جواب میں ایک ایسا واقعہ پیش کرتا ہوں، جس سے تم انکار نہیں کر سکتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ابوسفیان اور سہیل بن عمر کے ساتھ صلح کی تھی۔ صلح نامہ امیر المومنین علی بن ابی طالب نے ہی لکھا تھا۔ لیکن رسول اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ لکھو" یہ ہے وہ عہد نامہ جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی" تو ابوسفیان اور سہیل نے اعتراض کیا کہنے لگے ہم آپ کو رسول اللہ نہیں سمجھتے، سمجھتے تو یہ جھگڑا ہی کیوں ہوتا!! اس پر رسول اللہ نے فرمایا خدایا تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ اے علیؓ یہ تحریر مٹا دو اور اسکی جگہ لکھو یہ ہے وہ عہد نامہ جسے محمد بن عبداللہ اور ابوسفیان و سہیل بن عمرو نے منظور کیا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس مباحثے کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو ہزار خارجیوں نے رجوع کر لیا باقی نے بغاوت کی اور مارے گئے۔ سعید بن فیروز شعبی اور دوسرے اصحاب امیر المومنین علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ جمل میں فتح یاب ہونے پر امیر المومنین نے مغلوب لشکر کے ہتھیار لوٹ لینے کی اجازت دے دی، مگر مال ومتاع کو ہاتھ لگانے سے منع کیا یہ بات لوگوں کو ناپسند ہوئی، اور کہنے لگے۔۔۔ کہ یہ کیسی بات ہے ان کا خون تو ہمارے لیے مباح تھا، مگر ان کا مال اور عورتیں مباح نہیں: امیر المومنین نے سنا تو معترضین سے فرمایا۔ آؤ اور ام المومنین عائشہؓ پر قرعہ ڈالو" یہ سن کر سب پناہ مانگنے لگے۔ اس طرح امیر المومنین نے ان پر واضح کر دیا کہ ام المومنین عائشہؓ کیطرح ان کے فرزند مسلمانوں کو بھی لونڈی غلام بنانا جائز نہیں۔ جاری۔۔۔

مفتی محمد انور اکاڑوی مدظلہ   تعلیم القرآن والسنۃ پشاور کے مشائع کردہ

وساوس کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن پاک کے ذریعے دین کی تکمیل کی اور ہمارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ مگر اسی قرآن پاک میں اس کی تشریح کا حق اپنے پیغمبر ﷺ کو دے دیا۔ لتبین للناس ما نزل الیھم۔ تاکہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے، آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں۔ (۴۴/النحل، ۴۳/النحل) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا اور فیصل قرار دیا۔ و ان حکمت فا حکم بینھم بالقسط (۴۲/مائدہ) لتحکم بین الناس بما اراک اللہ (۱۰۵/النساء) فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم (۶۵/النساء) مگر ایک گروہ جس کا وجود انگریز کے دور سے پہلے نہیں تھا وہ قرآن کی محبت کا نام لے کر عوام میں یہ وسوسے پھیلانے لگا کہ دیکھو اگر نبی اقدس ﷺ کو فیصل یا حکم اور شارح مان لیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کامل نہیں، بلکہ ناقص ہے، اور یہ بات تکمیل دین والی آیت کے منافی ہے۔ بالکل اسی طرح ایک گروہ جو انگریز کے دور میں معرض وجود میں آیا، انگریز کے دور سے پہلے نہ ان کی کوئی مسجد نہ مدرسہ نہ جماعتی تشکیل نہ کوئی کتاب نہ تاریخ میں ان کا ذکر۔ انہوں نے محبت حدیث کا لیبل لگا کر ائمہ مجتہدین کی اتباع کو اتباع رسول ﷺ کے خلاف اور شرک فی الرسالت قرار دیا۔ حالانکہ پوری امت کا اجماع تھا کہ امام نبی ﷺ سے جوڑنے والا ہوتا ہے توڑنے والا نہیں ہوتا۔ جس طرح رسول خدا سے جوڑتے ہیں، توڑتے نہیں، قرآن پاک میں خدا کی اطاعت کا بھی حکم ہے۔ رسول اقدس ﷺ کی اطاعت کا بھی اور ائمہ مجتہدین کی اطاعت کا بھی مگر عوام کو گمراہ کرنے کے لئے دونوں گروہ غلط قسم کے سوالات عوام میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ اسی طرز فکر کا ایک ورق "مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ" کے عنوان سے جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ بیرون گنج پشاور کی طرف سے شائع کیا گیا ہے جس میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تقلید پر بائیس سوالات کئے گئے ہیں جن کے جواب حسب ذیل ہیں:

وسوسہ نمبر۱: امام صاحب" پیغمبر تھے یا عالم دین۔ اگر پیغمبر تھے تو کیا دلیل ہے۔ اگر مجتہد تھے تو ان کی تقلید کس نے واجب کی؟

الجواب: امام صاحب مجتہد ہیں۔ پوری امت نے آپ کو مجتہد مانا ہے اور اجماع امت دلیل شرعی ہے۔ اور مجتہد کی اتباع کا حکم قرآن پاک سے ہے۔ واتبع سبیل من اناب و غیر ھا آیات۔

وسوسہ نمبر ۲، ۳، ۴: آیا امام صاحبؒ کا نام قرآن میں ہے، حدیث میں ہے، کلمۂ طیبہ یا آمنت باللہ میں آیا ہے؟

الجواب: جس طرح بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ وغیرہ محدثین کے نام قرآن میں نہیں۔ نیز قاری عاصمؒ اور قاری حفصؒ کے نام قرآن میں نہیں۔ مگر اجماع امت کی وجہ سے ہم ان کی کتب اور قرأتوں کو مانتے ہیں۔ بالکل اسی طرح ائمہ مجتہدین کے ناموں کا قرآن وحدیث یا ایمان مفصل میں ہونا ضروری نہیں۔ آپ اصول حدیث میں ابن حجر وغیرہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ کیا ان کے نام آپ کو قرآن وحدیث اور ایمان مفصل میں مل گئے ہیں۔ صرف، نحو اور لغت وغیرہ فنون میں ان فن والوں کے نام آپ کو قرآن پاک، حدیث اور ایمان مفصل میں مل گئے ہیں کہ آپ کو مانتے ہیں۔ جس طرح یہاں بھی اجماع امت کی وجہ سے آپ ان فنون اور ان کے ماہرین کو مانتے ہیں، بالکل اسی طرح ہم اجماع امت کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کو مجتہد مانتے ہیں، امین اللہ پشاوری اپنا نسب قرآن وحدیث یا ایمان مفصل میں دکھائے، یا اعلان کرے کہ میں اپنے باپ ------- یاد رکھیں کہ ایسے وسوسوں سے فقہ تو شاید بعد میں چھوٹے، اپنا نسب پہلے چھوٹ جائے گا۔ امین اللہ کبھی یہ اعلان نہیں کرے گا کہ عدالتوں میں جتنے گواہ پیش ہوتے ہیں ان کے نام نہ قرآن وحدیث اور ایمان مفصل میں ہوں گے تو ہم ان کے فیصلے مانیں گے، ورنہ ہم اعلان بغاوت کریں گے، پتا ہے کہ ایسے اعلان سے تو، توہین عدالت کا کیس چلے گا، امین اللہ اپنے نکاح کے گواہوں کے نام اپنی شرائط کے مطابق قرآن وحدیث سے یا ایمان مفصل میں ہوں، دکھا دے، ورنہ اعلان کرے کہ میرا نکاح نہیں ہے۔ شادی بھی اس عورت سے کرے جس کا نام قرآن وحدیث اور ایمان مفصل میں ہو۔ ورنہ ایسی بیوی کو چھوڑ دے، مگر ہمیں یقین ہے کہ فقہ کو ان وسوسوں سے چھڑانے والے کبھی اپنے وسوسوں کے مطابق بیوی کو نہیں چھوڑیں، تو ان شاء اللہ اہل ایمان بھی ان وسوسوں سے متواتر شریعت کی عملی صورت یعنی فقہ حنفی کو نہیں چھوڑیں گے، واضح رہے کہ جس طرح قرآن پاک کی متواتر قرأۃ ان علاقوں میں قرأۃ عاصم کوفی اور روایت قاری حفصؒ کوفی کی ہے، اگر کوئی ایسے وسوسوں سے اس قرأۃ کا انکار کرا دے تو وہ قرآن کے انکار کو لازم کرنے والا ہے۔ اسی طرح ان

علاقوں میں دین اسلام فقہ حنفی کی شکل میں مدون ہو کر آیا ہے۔ اور کوئی فقہ اس علاقے میں نہیں۔ لہٰذا یہاں فقہ حنفی کے انکار سے دین کا انکار لازم آئے گا۔ تو یہ غیر مقلدین حقیقت میں ایسے وسوسوں سے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

وسوسہ نمبر ۵: آیا امام صاحبؒ کی تقلید پر تمام امت متفق ہے؟

الجواب: شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا ہے کہ امت کے قابل اعتماد لوگوں کا مذاہب اربعہ کی تقلید کے جائز ہونے پر اجماع ہے (ص ۱۵۴) یعنی مذاہب اربعہ میں سے جس پر بھی عمل کریں اس نے پورے دین پر عمل کیا اور دوسرے ائمہ بھی امام اعظمؒ کو اپنا بڑا مانتے ہیں۔ البتہ غیر مقلدین کی کسی جماعت پر امت مسلمہ کا تو کیا غیر مقلدین کا بھی اجماع نہیں۔ ہر ایک دوسرے کو کافر تک کہتا ہے۔ اب غیر مقلد کو سوچنا چاہئے کہ بغیر اتفاق امت کے اور بغیر ان کی جماعتوں کے قرآن وحدیث کلمۂ طیبہ اور آمنت باللہ میں مذکور ہونے کے امت کے بالاتفاق ٹھکرا دینے کے کیوں کسی جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی طرح امام بخاریؒ کی کتاب پر پوری امت کا اتفاق نہیں۔ ابن ابی حاتم نے خطأ البخاری لکھی۔ دارقطنی نے ساڑھے چار سو کے قریب رجال بخاری پر جرح کی ہے۔ امام ترمذیؒ اور مسلمؒ نے بھی بعض شروط وغیرہ میں ان کی مخالفت کی ہے۔ کیا اس اختلافات کی بنا پر بخاری شریف سے آپ دستبردار ہو جائیں گے۔

وسوسہ نمبر ۶، ۷: آیا امام صاحبؒ کے بارے قبر وحشر میں سوال ہوگا؟

الجواب: قبر اور حشر میں جس طرح فرشتوں اور قرآن پاک اور دوسری آسمانی کتابوں اور حضور اقدسؐ کے علاوہ دوسرے رسولوں اور خود قیامت کے بارہ میں اور اچھی بری تقدیر کے بارہ میں اور بعثت بعد الموت کے بارہ میں ختم نبوت کے بارہ، صحابہ کرام خصوصاً خلفائے کے بارہ میں اور اصحاب صحاح ستہ کے بارہ میں بھی سوال نہیں ہوگا اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے بارہ میں بھی سوال نہیں ہوگا۔ اگر قبر اور حشر میں امام صاحبؒ کے بارہ میں سوال نہ ہونے کی وجہ سے ان کا انکار ضروری سمجھا جاتا ہے تو پھر ذرا میدان میں آکر تمام مذکورہ بالا چیزوں کا انکار کریں جن کا سوال قبر وغیرہ میں نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ کے اوصاف میں سے صرف صفت ربوبیت کا سوال ہوگا۔ من ربک۔ تو جناب باقی صفات کا انکار کریں۔ خدا تعالیٰ کے خالق کل جہاں ہونے کا سوال نہیں ہوگا۔ اس سے آپ کھلم کھلا اعلان کریں کہ خدا خالق کل

جہاں نہیں ہے۔ ربوبیت کے بارہ میں بھی ربوبیت خاصہ کا سوال ہوگا۔ من ربک؟ تیرا رب کون ہے؟ ربوبیت عامہ کا سوال نہیں ہوگا۔ اس لئے جناب سب غیر مقلدین کے ساتھ مل کر اعلان کریں کہ ہم کبھی خدا کو رب العالمین نہیں مانیں گے، سب غیر مقلدین اپنے آباؤ اجداد کا اس لئے کھلم کھلا انکار کریں کہ ان کا سوال نہ قبر میں ہونا ہے نہ حشر میں۔ اگر ایسے وسوسوں سے کسی سے فقہ حنفی چھڑوانی ہے تو اس سے پہلے آپ کو مذکورہ بالا اشیاء کا انکار کرنا پڑے گا۔ اور یہ بھی آپ کو سوچنا ہوگا کہ لشکر طیبہ، جمعیت اہل حدیث، جماعت اہل حدیث، غرباء اہل حدیث، اہل حدیث یوتھ فورس، طیبہ اور آمنت باللہ میں اور نہ ان کا سوال قبر وحشر میں ہونا ہے، اس لئے ذرا اپنے وسوسوں کے مطابق غیر مقلدین سے ان تمام جماعتوں سے اظہار برأت کریں، تا کہ معلوم ہو جائے کہ آپ اپنے اصولوں پر پہلے اپنوں کو عمل کراتے ہیں، پھر دوسروں کو اور یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے لینے اور دینے کے ایک باٹ ہیں۔ اور یہ بات نہیں کہ اپنوں کے لئے اور اصول ہوں اور دوسروں کے لئے اور اصول ہوں۔

وسوسہ ۸: امام صاحبؒ نے اپنی کس کتاب میں یہ کہا ہے کہ اے لوگو! میری تقلید کرو اور میری بات مانو؟

الجواب: یہ سوال بھی پہلے سوالات کی طرح لغو ہے اور قرآن وسنت کی روح کے خلاف ہے۔ نہ قرآن میں یہ حکم ہے، نہ حدیث میں اور نہ ہی اعرف میں کہ کسی صفت کے ثبوت کے لئے صاحب صفت کا اپنا اقرار ضروری ہے۔ کیا آپ کے نزدیک صحابیؓ بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کہے انا صحابی، میں صحابی ہوں۔ خلیفہ راشد ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان سے کہے کہ میں خلیفہ راشد ہوں؟ کیا کاتب وحی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کہے میں کاتب وحی ہوں۔ کیا قاری عاصم کی قرأۃ کو ماننے کے لئے ضروری ہے کہ انہوں نے اپنی زبان سے کہا ہو کہ میں قاری ہوں۔ بخاری کے مومن یا محدث ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس نے زبان سے کہا ہو کہ میں مؤمن ہوں یا میں محدث ہوں؟ ان کی کتاب اصح الکتب ہے؟ کیا صحاح ستہ کے صاح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے مصنفین نے اپنی کتابوں کو صحاح کہا ہو؟ کسی راوی کے ثقہ، ضعیف، واضع حدیث وغیرہ ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کہے کہ میں ثقہ ہوں یا میں ضعیف ہوں یا میں واضع احادیث ہوں۔ جناب مشہور مقولہ ہے کہ پہلے تولو پھر بولو۔ اس کے مطابق سوال کرنے سے پہلے تھوڑا سا سوچ لیا ہوتا کہ میرے اس وسوسے سے صرف فقہ حنفی ہی چھوٹے گی یا پورے دین کی صفائی ہو جائے گی۔ شاید بغض حنفیت نے آپ کو تعصب

کے اس مقام تک پہنچا دیا ہے کہ

شادم کہ از رقیباں دامن کشا گزشتی
گشتے خاکِ ما ہم بر باد رفتہ باشد

پنجابی کا مقولہ مشہور ہے کہ ''تائے دا سنگل نہ مڑے، میری منجھ جاندی ای تے جائے'' یعنی تایا کا سنگل یا رسی واپس نہ آئے، خواہ اس کے ساتھ میری بھینس بھی جاتی ہے تو جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کے ساتھ ایسی دشمنی ہے۔ اس کو باقی نہیں رہنے دینا، خواہ اس کے ساتھ ساتھ اپنا ایمان بھی رخصت ہو جائے۔ ہم علاقہ کے حنفیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اس سوال کو عام کرنے والے تمام غیر مقلدوں سے لکھوالیں کہ جس صحابہؓ نے زبان سے صحابی نہ کہا ہو ہم اس کو قطعاً صحابی نہیں مانیں گے۔ جس کاتب وحی نے زبان سے نہ کہا ہو کہ میں کاتب وحی ہوں اس کو ہم کاتب وحی نہیں مانیں گے۔ قاری عاصمؒ اور قاری حفصؒ نے اپنی زبان سے اپنے قاری ہونے کا اقرار نہیں کیا اور نہ انہوں نے زبان سے کہا کہ مجھے قاری ماننا۔ اس لئے ہم بخاری کو محدث بلکہ مومن بھی نہیں مانتے۔ اور چونکہ صحاح ستہ والوں نے اپنی کتب کو صحاح نہیں کہا، اس لئے ہم ان کو کبھی صحاح ستہ نہیں کہیں گے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب کو اصح الکتب نہیں کہا، ہم اس کو اصح الکتب کبھی نہیں کہیں گے۔ جس راوی نے اپنے آپ کو ضعیف یا جھوٹا نہ کہا ہو، ہم اس کو کبھی ضعیف یا جھوٹا نہیں کہیں گے۔ جس راوی نے اپنے آپ کو ضعیف یا جھوٹا نہ کہا ہو، ہم اس کو کبھی ضعیف یا جھوٹا نہیں کہیں گے۔ صرف ہم اس کو ثقہ کہیں گے جس نے اپنے آپ کو زبان ثقہ کہا ہو یا لوگوں کو کہا ہو کہ مجھے ثقہ کہنا، بلکہ دنیا میں ہم اس کو صدر، وزیر، جج کہیں گے جس نے اپنے آپ کو صدر، وزیر، جج کہا ہو۔ اس کے بغیر ہم اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم اس ڈاکٹر سے علاج کرائیں گے جس نے اپنے ڈاکٹر ہونے کا ہمارے سامنے اقرار کیا ہو، یا گواہوں سے ہم تک اس کا اقرار پہنچے۔ ورنہ ہم اس کو ڈاکٹر نہیں سمجھیں گے۔ ہم اس دوائی کو استعمال کریں گے جو خود یہ کہے کہ میں فلاں بیماری کا علاج ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو ہم ہرگز اس دوائی کو استعمال نہیں کریں گے۔ ہماری دعا ہے کہ تمام غیر مقلدین اپنے اس اصول پر عمل کر کے جلدی دنیا سے رخصت ہوں اور دنیا کو ان کے وجود سے اور ان کی تشکیک فی الدین سے نجات ملے۔ اور اگر جناب سائل صاحب کہیں کہ ان لوگوں کا زبان سے اقرار کرنا اپنے فن کے لئے ضروری نہیں، جبکہ فن والے ان کو ڈاکٹر وغیرہ مان لیں تو ہم عرض کریں گے کہ امام

صاحب کو بھی اقرار کی ضرورت نہیں۔ جبکہ پوری امت نے ان فقیہ مان لیا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ سارے لوگ فقاہت میں امام ابوحنیفہؒ کی اولاد ہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اپنے شاگردوں کو مسائل لکھواتے تھے، دلائل نہیں لکھواتے تھے۔ معلوم ہوا کہ وہ عوام کے لئے فقہاء اور اپنے مدون کردہ مسائل کی تقلید ضروری سمجھتے تھے۔ تاکہ ان پر اعتماد کر کے لوگ عمل کریں۔ اور اگر اس سے بھی آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو یاد رکھیں کہ کفایہ میں ہے کہ حضرت حسن بن زیادؒ امام ابوحنیفہؒ سے اور بشر بن ولیدؒ، قاضی ابو یوسفؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ عامی پر مفتی شہر کی تقلید لازمی ہے، اگر چہ وہ خطاء اجتہادی کا مرتکب ہو (ص ۲۹۴ مع الفتح جلد ۲) کیونکہ نبی اقدس ﷺ کا بھی یہ فرمان ہے کہ حکم شرعی کا استنباط کرنے والے سے اگر خطاء واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور ایک اجر عطاء فرماتے ہیں۔

وسوسہ نمبر ۹: امام صاحب نے کونسی کتابیں لکھی ہیں؟ ان کے نام بتاؤ۔ انہوں نے قرآن کی تفسیر یا حدیث کی شرح تفسیر میں کونسی کتاب لکھی ہے اگر ہو تو پوری وضاحت کے ساتھ لکھو؟

الجواب: یہ اعتراض منکرین حدیث سے غیر مقلدین نے لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر نبی اقدس ﷺ نے خود کوئی کتاب حدیث لکھی ہے تو ہم احادیث کو مانیں گے۔ اگر انہوں نے خود نہیں لکھی بلکہ تیسری صدی ہجری میں لکھی گئی ہیں تو ہم ان کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے۔ کیا یہ اللہ یا اللہ کے رسول کا حکم ہے کہ اگر جس نے کتاب لکھی ہو، اس کی اطاعت کرنا اور جس نے کتاب نہ لکھی ہو اکی اطاعت نہ کرنا اگر قرآن و سنت میں کہیں یہ شرط نہیں تو آپ اپنی طرف سے یہ شرط لگا کر شرک کا دروازہ کیوں کھول رہے ہیں۔ اور کیا اگر آپ کی شرط دیکھ کر شیعہ میدان میں آجائیں کہ خلفائے ثلاثہؓ کی کتابیں حدیث یا تفسیر کی دکھاؤ، ورنہ ان کی اطاعت چھوڑو، تو آپ اپنے اختراعی اصول پر کتنا ماتم کریں گے۔ اور اگر کوئی کہہ دے کہ آپ بخاری و دیگر کتب حدیث میں ان راویوں کی روایات لیں جنہوں نے حدیث یا تفسیری کی کتابیں لکھی ہوں اور جنہوں نے کتابیں نہیں لکھیں ان کی روایت حدیث کا اعتبار نہیں تو آپ یقیناً انے خانہ زاد اصول کو چھوڑیں گے نہ کہ کتب احادیث کو، اسی طرح دنیا نے کوئی ایسا بے وقوف نہیں دیکھا ہوگا جو یہ کہے کہ میں تو اس شخص کو جج مانوں گا جس نے قانون کی کوئی کتاب لکھی ہو، اور میں حکیم ہوگا جو یہ کہے میں تو اس شخص کو جج مانوں گا جس نے قانون کی کوئی کتاب لکھی ہو، اور میں حکیم یا ڈاکٹر اس کو مانوں گا جس نے ڈاکٹری یا طب کی کتاب لکھی ہو، میں اس باورچی کی پکی ہوئی روٹی کھاؤں گا جس نے کھانوں کی

کتاب لکھی ہو۔۔ میں ہرگز اس حلوائی کی مٹھائی نہیں کھاؤں گا جس نے مٹھائیوں پر کتاب نہ لکھی ہو۔ اس حجام سے حجامت نہیں بنواؤں گا کہ جس نے فن حجامت پر کتاب نہ لکھی ہو اور بجلی کا کام ہرگز اس شخص سے نہیں کراؤں گا جس نے ان فن پر کتاب نہیں لکھی ہوگی۔ تمام غیر مقلدین اپنے اس اصول کو دنیوی فنون میں پہلے عام کریں تا کہ لوگ ان کو پاگل خانے میں داخل کروائیں اور شریعت نبویہ ان کے خانہ زاد اصولوں سے زخمی بلکہ شہید نہ ہو۔ خیر اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی غیر مقلد اپنی اس بات پر اڑا رہے تو پھر سن لے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تبییض الصحیفہ میں باب باندھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سب سے پہلے شریعت کو مدون کرنے والے ہیں۔ اور سب سے پہلے انہوں نے کتاب الشرائط اور کتاب الفرائض لکھی اور اس کے تحت لکھتے ہیں کہ امام مالکؒ نے تبویب شریعت میں امام ابوحنیفہؒ کی پیروی کی ہے اور امام ابوحنیفہ کتب حدیث کے سب سے پہلے مدون ہیں۔ چنانچہ آج بھی ان کی سب سے پہلی حدیث کی کتاب، کتاب الآثار کے نام سے ملتی ہے۔ جس کی روایت آپ کے اور بہت سے شاگردوں کی طرح قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے بھی کی ہے۔ اسی طرح علم عقائد میں سب سے پہلی کتاب امام ابوحنیفہؒ کی ''فقہ اکبر'' ہے جو آج بھی ملتی ہے۔ اسی طرح امام اعظمؒ نے جو وقتاً اپنے شاگردوں کو وصیتیں کی ہیں وہ بھی آجکل وصایا کے نام سے ملتی ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہین کہ امام ابوحنیفہؒ نے سب سے پہلے کتاب الفرائض لکھی (تبییض الصحیفہ ص ۱۳۰) ابو سلیمان جوز جانی فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن عبداللہ قاضی بصرہ نے کہا کہ ہم علم شروط کی بصیرت اہل کوفہ سے زیادہ رکھنے والے ہیں۔ میں نے کہا علماء کے لئے انصاف بہت عمدہ شئے ہے۔ اس فن کو تو وضع ہی امام ابوحنیفہؒ نے کیا، تم نے اس فن میں کچھ کمی زیادتی کی ہے اور اچھی عبارات سے اس کی تعبیر کی ہے، لیکن امام ابوحنیفہؒ سے قبل اپنی اور اہل کوفہ شروط تو لا کر دکھاؤ۔ تو قاضی صاحب خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ میں یہ قسم کھاتا ہوں کہ حق کو تسلیم کر لینا زیادہ اچھا ہے۔ بہ نسبت ناحق جھگڑے کے (تبییض الصحیفہ ص ۱۳۰) لیجئے آپ تو کتاب کو روتے تھے وہ تو فنون کے موجد ہیں۔ حافظ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ شاگردوں کو مسائل لکھوایا کرتے تھے۔ اسی لئے ان کی کنیت ابوحنیفہ ہوئی۔ کیونکہ حنیفہ عراقی زبان میں دوات کو کہتے ہیں۔ تو وہ تمام مسائل کتب امام ہی کہلائیں گے۔

وسوسہ نمبر ۱۰: صحابہ کرام مقلد تھے یا غیر مقلد۔ اسی طرح تابعین، تبع تابعین اگر مقلد تھے

توائمہ (اربعہ) میں سے کس مذہب کے مقلد تھے یا غیر مقلد تھے؟

الجواب: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے قرۃ العینین میں فرمایا ہے کہ صحابہ کرامؓ دو گروہ تھے: مجتہد اور مقلد۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ مختلف شہروں میں پھیل گئے، اور ان میں سے ہر ایک، ایک ایک علاقے کا مقتدا بن گیا۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۴۱، ج ۱)

حدیث معاذؓ میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مسئلہ قرآن وسنت میں نہ ملا؟ تو حضرت معاذؓ نے عرض کیا اجتھد برائی کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا تو اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا الخ۔ تو اس حدیث سے پتہ چلا کہ حضرت معاذؓ صوبہ یمن میں اپنے اجتہاد کی بنا پر بھی فیصلے کرتے رہے۔ مگر کوئی حدیث یا تاریخ سے ایک آدمی بھی پورے صوبہ یمن میں غیر مقلد ثابت نہیں کر سکتا جس نے کہا ہو کہ اے معاذؓ! ہم قرآن وسنت کے فیصلے تو مانیں گے مگر آپ کی رائے کو نہیں مانیں گے، بلکہ سارا صوبہ یمن حضرت معاذؓ کی تقلید شخصی کرتا رہا۔ باقی صحابہ کرامؓ دوسرے مجتہد صحابہ کرامؓ کی تقلید کرتے تھے۔ جو ائمہ کرام بعد میں ہوئے ان کی اقتداء کا اسی طرح سوال غلط ہے جیسے کوئی منکر قرآن کہے کہ صحابہ کرامؓ نے قاری عاصمؒ، ابن کثیرؒ، مکیؒ، نافعؒ، مدنیؒ، حمزہؒ، کسائیؒ، وغیرہ میں سے کسی کی قرأۃ پر قرآن نہیں پڑھا۔ لہٰذا میں بھی ان کی قرأۃ پر قرآن نہیں پڑھوں گا، تو قرآن سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اسی طرح کوئی منکر حدیث یہ کہے کہ صحابہ کرامؓ نے نہ بخاری پڑھی نہ مسلم نہ ترمذی نہ ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ تو ہم بھی یہ نہیں پڑھیں گے، تو یہ غلط ہے، اسی طرح آپ کا یہ وسوسہ کہ صحابہؓ نہ حنفی تھے نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی، لہٰذا ہم بھی ان کا انکار کرتے ہیں، غلط ہے۔ صحابہ کرام احادیث کو مانتے تھے، وہی بعد میں مرتب ہوگئیں۔ اسی طرح وہ فقہ کے فتاویٰ کو مانتے تھے، ائمہ کرام نے انہیں کو مرتب کر دیا، تو جیسے امام بخاریؒ نے محنت کر کے جن احادیث کو مرتب کیا بخاری کی محنت کی وجہ سے ان کو بخاری کی طرف نسبت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح فقہاء نے صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ کو جمع کیا تو ان کو اگر فقہ حنفی کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ باقی صحابہ کرامؓ کا دوسرے صحابہ کرامؓ کی تقلید کرنے کی بہت سی مثالیں ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک موقع پر حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ نے فرمایا کہ جب تک تمہارے درمیان عبداللہ بن مسعودؓ ہیں، مجھ سے سوال نہ کیا کرو۔ (ص ۹۹۷، ج ۲)

اسی طرح قرۃ العینین میں ہے کہ نبی اقدس ﷺ کے بعد جب خلاف کے مسئلہ پر کچھ جھگڑا ہوا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آخر وقت میں حضور اکرم ﷺ نے ابوبکرؓ کو مصلے کا امام بنا دیا تھا تو جب دین کا امام حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو بنا دیا تو ہم دنیا کی امامت بھی ان کے سپرد کر دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ حضرت عمرؓ کا اجتہاد تھا، سب صحابہ کرامؓ نے ان کی تقلید شخصی کی۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرین زکوٰۃ سے جہاد کا ارادہ کیا تو صحابہ کرامؓ نے بالخصوص حضرت عمرؓ نے حدیث سے استدلال کیا کہ کلمہ گو سے قتال ممنوع ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ کو نماز پر قیاس کر کے منکرین کو مرتد قرار دیا اور جہاد کا پختہ ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (مذکورہ بالا قیاس میں) حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر فرما دیا ہے۔ تو میں نے جان لیا کہ یہ قتال حق ہے (بخاری ص ۱۰۸۲) اس اجتہاد صدیقی میں سب صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی تقلید شخصی کی، نیز جمع قرآن کے لئے بھی حضرت عمرؓ کا شرح صدر ہوا۔ اور سارے صحابہ کرامؓ نے آپ کی جمع قرآن میں تقلید کی۔ (بخاری ص ۷۴۵)

وسوسہ نمبر ۱۱: چوتھی صدی تک پوری امت کا کونسا مذہب تھا یا فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار شرح طحطاوی جلد ۱ ص ۵۱ میں لکھا ہے کہ سب علماء غیر مقلد تھے۔ تو آیا یہ سب گمراہ تھے؟

الجواب: سوال نمبر ۱۰ سے معلوم ہوگیا کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں تقلید پائی جاتی تھی۔ قرآن پاک میں لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم میں فقہاء کی طرف رجوع کا ذکر ہے۔ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم العلمہ الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (الآیۃ) میں بھی فقہاء کی اطاعت کا حکم ہے۔ و اتبع سبیل من اناب میں منیب الی اللہ کے پورے مذہب کی اتباع کا حکم ہے۔ فاسئلوا اھل الذکر سے بھی تقلید ثابت ہوتی ہے۔ تو اب طحطاوی کا قول پیش کرنا تقلیداً ہے یا الزاماً، پہلی صورت میں پیش کرنے والے مشرک ہو جائیں گے۔ کیونکہ اُن کا دعویٰ ہے: اہل حدیث کے دو اصول: اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ طحطاوی کو خدا کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں یا رسول کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں یا رسول کی حیثیت سے۔ پہلی صورت میں شرک فی التوحید اور دوسری میں شرک فی الرسالت لازم آئے گا۔ اور اگر احناف کو الزام دینا ہے تو یاد رکھیں کہ الزام کا درجہ آخر ہوتا ہے،

جب تحقیقی دلائل نہ ہوں۔ پھر الزام مقابل کے مسلمات سے دیا جاتا ہے۔ ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں نہ کہ امام طحاویؒ کے اور فقہ حنفی کا مفتیٰ بہ قول بطور الزام آپ پیش کر سکتے ہیں۔ شاذ اقوال اور غیر مفتیٰ بہ سے الزام غلط ہے۔ جب ہم امام ابوحنیفہؒ کی وجہ سے بڑے بڑے بڑے ائمہ یعنی امام مالکؒ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کو چھوڑ چکے ہیں، جو یقیناً طحاویؒ سے بڑے ہیں، تو ایک مقلد کا قول آپ ہمارے سامنے کیسے پیش کر سکتے ہیں۔

وسوسہ نمبر۱۲: ایک شخص امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ کے نام سے بالکل واقف نہیں اور نہ کبھی ان کا نام سنا اور وہ قرآن وحدیث پر عامل ہے تو یہ ناجی ہے یا گمراہ، دلیل سے جواب دو؟

الجواب: اپنے علاقے کے معروف عمل کو اختیار کرنا قرآن وسنت کے اعتبار سے ضروری ہے۔ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر قرآن نے مومنوں کی علامت اور یامرون بالمنکر و ینھون عن المعروف منافقوں کی علامت بتائی ہے۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں بھی یہی ہے کہ غیر معروف حدیثوں کو پھیلانے سے فتنہ ارگمراہی پھیلے گی۔ آپ بھی ذرا بتائیں کہ اگر ایک آدمی امام بخاری، امام مسلم وغیرہ محدثین اور ان کی کتب سے ناواقف ہے اور صرف فقہ حنفی کے معروف عمل کے مطابق اپنی عبادت کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا یا نہیں؟

وسوسہ نمبر۱۳: آیا ایک امام مثلاً امام ابوحنیفہؒ کی تقلید واجب ہے؟ اگر ہے تو انہوں نے کوئی آیت یا حدیث پیش کی ہے، جس میں فرمایا ہو کہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنا واجب ہے؟

الجواب: وجوب تقلید کے دلائل ماقبل میں گزر چکے کہ اہل استنباط اور فقہاء کی اتباع کی جائے اور اجماع امت والی دلیل شرعی سے امام ابوحنیفہؒ کا فقیہ ہونا ثابت ہے۔ اس لئے ان کی تقلید کی جاتی ہے۔ کیا غیر مقلدین کی تمام جماعتوں اور صحاح ستہ وغیرہ والوں کے نام آپ کو قرآن وسنت سے مل گئے ہیں؟

وسوسہ نمبر۱۴۔۱۵: کیا قرآن وحدیث کے علاوہ کسی اور چیز سے بھی وجوب (کسی شے کا) ثابت ہوتا ہے؟ اگر تقلید اتنی ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کیوں نہ بیان کیا؟ اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے کن وجوہات کی بنا پر یہ اہم امر چھوڑ دیا ہے؟

الجواب: بخاری ومسلم وغیرہ کتب حدیث کے احترام کا وجوب قرآن وحدیث سے ثابت ہوا ہے یا کسی اور دلیل سے؟ تقلید کا قرآن وحدیث میں مذکور ہونا پہلے گزر چکا ہے۔

وسوسہ نمبر۱۶: آیا نبی ﷺ کے وصال پر ملال کے وقت دین الٰہی کامل تھا یا ناقص؟ اگر کامل تھا تو تقلید کی کیا ضرورت اور امام صاحبؒ نے کس نقصان کو پورا کیا، اسے بیان کرو؟ اگر دین الٰہی ناقص جانتے ہو تو پھر آیتِ کریمہ: الیوم اکملت لکم دینکم الخ کا کیا مطلب ہے؟

الجواب: اصول کے اعتبار سے قرآن پاک کامل ہے۔ اس میں تکمیل دین کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ احادیث اور فقہ میں فردعات ذکر کی گئی ہیں۔ جس طرح قراء سبعہ کی قرأۃ، صحاحِ ستہ تکمیل دین کی منافی نہیں، اسی طرح فقہ بھی منافی نہیں۔ فقہ کے اندر جو مسائل ہوتے ہیں قرآن وسنت سے ہی ماخوذ ہوتے ہیں۔ اس لئے اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے: القیاس مظھر لا مثبت۔ کہ قیاس کے ذریعے قرآن وسنت کی تہہ میں چھپے ہوئے مسائل کو ظاہر کیا جاتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے مسائل بنائے جاتے ہیں۔ جس طرح حساب ایک مکمل فن ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جمع وتفریق کے اصول کامل ہیں۔ مگر ہر شخص کے پیش آمدہ حساب کے سوالات کا حل حساب کی کتاب میں نہیں ہوتا۔ اگر خود حساب دان ہے تو اپنا مسئلہ خود حل کرے گا۔ ورنہ کسی جاننے والے سے حل کرالے گا۔ تو اس طرح ہر شخص کا اپنے جزوی سوالات کے جوابات معلوم کرنا تکمیل حساب کے منافی نہیں۔ اسی طرح فقہی جزئیات کا حل بھی تکمیل اصول دین کے منافی نہیں۔ اگر یہ بات ذہن میں نہیں بیٹھتی تو آپ ہی بتلائیں کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ نے آخری وصیت میں صحاحِ ستہ، قراۃ سبعہ کے ماننے کا حکم دیا تھا اور ان کا ماننا تکمیل دین کے منافی تو نہیں؟

وسوسہ نمبر۱۷: آیا قرآن وحدیث تمام عالم کے لئے بالعموم اور بالخصوص مسلمانان عالم کے حل کے لئے ناقص ہے؟

الجواب: جس طرح اللہ تعالیٰ نے اصول شفاء تمام جہان کے لئے کامل بنائے ہیں، لیکن ماہرین بلاواسطہ خود ماہر ہونے کی وجہ سے دوا سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اور جاہل ماہر ڈاکٹر کے واسطہ سے شفاء حاصل کرتے ہیں۔ اب کوئی کہے کہ یہ اصول مریضوں کے حق میں ناقص ہیں تو یہ غلط ہوگا اسی طرح ائمہ کی اتباع سے دین پر عمل کرنے سے دین میں نقص لازم نہیں آتا۔

وسوسہ نمبر۱۸: آیا رسول اللہ ﷺ نے ساری امت کو امام صاحب کے حوالے کیا ہے اور کیا بعض مسائل کی تکمیل ان کے لئے چھوڑی تھی؟

الجواب: جس طرح اللہ تعالیٰ نے امت کو سات قاریوں کے حوالہ نہیں کیا، مگر قرأۃ کا حکم دیا، اب قرأۃ اگر ہمیں قاری عاصم کوفی سے ملی تو ہم اس کو لے لیں گے۔ اسی طرح پورے اسلام میں داخل ہونے کا شرعی حکم ہے۔ وہ ہمیں امام ابوحنیفہؒ سے ملا تو لے لیا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تکمیل قاریوں پر اور نبی پاک ﷺ نے اپنی سنت کی تکمیل صحاحِ ستہ پر نہیں چھوڑی، اسی طرح تکمیل دین امام ابوحنیفہؒ پر نہیں چھوڑی مگر پورے دین پر عمل کرنے کی مسائل فرعیہ کے اعتبار سے یہ ایک صورت ہے، جس طرح قرآن سات قرأتوں کی صورت میں اور حدیث صحاحِ ستہ کی صورت میں دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، آپ ہی بتائیں کہ کیا خدا تعالیٰ نے سات قاریوں کے سپرد کیا تھا اور فرمایا تھا کہ بعض قرآن کی تکمیل ان قاریوں پر چھوڑ دی ہے، یا اللہ کے نبی ﷺ نے امت کو بخاری وغیرہ کے سپرد کیا تھا کہ کچھ دین کی تکمیل میں بخاری پر چھوڑ رہا ہوں۔

وسوسہ نمبر۱۹: آیا نبی ﷺ نے وقت وصال امام صاحب کی تقلید کا حکم کیا تھا یا قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی؟ (انصاف آپ کے سپرد)

الجواب: فقہ قرآن وسنت کی کامل تعبیر ہے، اس کے منافی نہیں۔ اس پر عمل کرنے والا قرآن وسنت پر ہی عامل ہے۔ اور قرآن وسنت پر عمل کا حکم آپ ﷺ نے دیا ہے۔ کیا اللہ کے نبی نے ''بلوغ المرام'' وغیرہ کا حکم دیا تھا اور صحاح ستہ کی وصیت کی تھی۔ (فما ھو جوابکم فھو جوابنا)

وسوسہ نمبر۲۰: قربِ قیامت میں جب امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے اور عیسیٰؑ آسمانوں سے اتریں گے تو یہ دونوں کون سے مذہب کے مقلد ہوں گے؟

الجواب: امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن سے قرآن اور صحاح ستہ پڑھیں گے ان سے فقہ بھی پڑھ لیں گی۔ آپ بتائیں کہ قرآن اور حدیث وہ غرباء اہل حدیث سے پڑھیں گے یا جمعیت اہل حدیث یا جماعت اہل حدیث یا الدعوۃ یا تحریک مجاہدین سے؟ ۔۔۔۔ وہ دنیا میں آکر خود مجتہد ہوں گے، مجتہد کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی، البتہ بعض اہل کشف کا قول ہے کہ ان کا اجتہاد امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کے موافق ہوگا، واللہ اعلم۔

وسوسہ نمبر۲۱: امام صاحب کے دو شاگردوں (امام یوسفؒ اور امام محمدؒ) نے اپنے استاد کے مذہب کے دو حصوں کی مخالفت کی ہے۔ تو آیا وہ ان کی مخالفت کی وجہ سے گمراہ ہو گئے؟

الجواب: معلوم نہیں یہ قول شاذ آپ نے فقہ حنفی کے متواتر مسائل کے مقابلہ میں کس دلیل سے پیش کیا ہے۔ حالانکہ متواتر قرأتوں کے مقابلہ میں قرأۃ شاذ بھی متروک ہوتی ہے کیونکہ اس قول شاذ کا تقاضا تو یہ ہے کہ فقہ حنفی میں ہر دو اختلافی مسلکوں کے بعد تیسرا مسئلہ اتفاق آئے گا۔ آپ فقہ کی کسی کتاب کو کھول لیں، آپ پر نصف النہار کے سورج کی طرح اس کا جھوٹ واضح ہو جائے گا۔ متاخرین کی کتب میں سے اس وقت عالمگیری کا ص۴ میرے سامنے ہے۔ اس میں پچیس مسائل مذکور ہیں۔ صرف ایک مسئلہ میں قاضی صاحب کے اختلاف کا اشارہ نکلتا ہے۔ جبکہ آپ کے بقول ۱۴ مسائل اختلافی ہونے تھے۔ اسی طرح کتب متقدمین میں سے اس امام محمدؒ کی کتاب الآثار بندہ کے سامنے ہے، جس میں امام محمدؒ نے دوسو چھیاسی مسائل کے ابواب باندھے ہیں۔ اور صرف پچیس مسائل میں امام صاحب سے مخالفت ذکر کی ہے۔ اگر آپ کے بقول دو تہائی میں مخالفت ہوتی تو کم از کم ایک سو نوے مسائل میں مخالفت ہونی چاہئے تھی۔ پھر مخالفت کی نسبت نقل کرنے والوں کے اقوال بھی مختلف ہیں۔ علامہ شامیؒ نے ثلث کا قول ذکر کیا ہے اور پھر صاحب درمختار کا قول ذکر کیا ہے کہ امام صاحب کا ہر شاگرد آپ ہی کی روایت کو لے کر اس کو دلیل سے ترجیح دیتا تھا۔ پھر علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: یعنی امام صاحبؒ کے شاگردوں میں سے کسی کا کوئی قول امام صاحبؒ کے اقوال سے خارج نہیں ہے۔ اسی وجہ سے والوالجیہ کی کتاب الجنایات میں ہے کہ قاضی ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ میں نے کوئی قول ایسا نہیں کیا جس میں امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت ہو، مگر یہ بھی وہی قول ہے جس کے امام صاحبؒ قائل رہے ہیں۔ اسی طرح کا قول امام زفر نقل کر کے فرماتے ہیں: فھذا اشارۃ الی انھم ما سلکوا طریق الخلاف (یعنی یہ اشارہ ہے کہ امام صاحبؒ کے شاگرد، امام صاحبؒ سے اختلاف کے راستہ پر نہیں چلے ہیں)

(شامی ج۱ ص۴۷)

یہی بات علامہ شامیؒ نے رسم المفتی میں ذکر کی ہے۔ پھر ان کا اختلاف بھی صرف فروع میں ذکر کیا گیا ہے۔ اصول میں بالکل کسی نے اختلاف نقل نہیں کیا اس کو تسلیم کرنے کی صورت میں بھی یہ مجتہد فی المسائل ہو گے۔ اور مجتہد پر دوسری مجتہد کی تقلید ضروری نہیں ہوتی۔ آپ کا یہ اعتراض بالکل ایسا ہے جیسا کہ منکرین حدیث کہتے ہیں۔ عورتوں کے مسجد میں آنے کے مسئلہ میں حضور اکرم ﷺ کے شاگردوں نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی ہے۔ ہم ان کو بھی سمجھاتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے خود

تسلیم کرلیا تھا کہ اگر آج خود نبی اقدس ﷺ ہوتے تو یہ پابندی لگا دیتے ، کیونکہ پہلے جیسے حالات نہیں رہے ۔تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی سختی مزاج نبوی ﷺ کے مطابق تھی ۔ اسی طرح امام صاحبؒ کے شاگردنے حالات کے بدلنے سے امام صاحبؒ کے ہی کسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے ۔ یہ ان کی مخالفت نہیں موافقت ہے ۔

وسوسہ نمبر۲۲: آیا وہ لوگ جو قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں ، بے ادب ہیں یا نہیں ، یا وہ لوگ جو پوری امت میں سیا یک عالم کے پیچھے چلتے ہیں ، اور دوسرے علماء کو ذلیل گردانتے ہیں اور اس کی بات پر اعتبار نہیں کرتے اور ہر مسئلہ میں ان کی خطاء کی طرف نسبت کرتے ہیں ۔ مقلدین حضرت امام صاحبؒ کی تمام باتیں مانتے ہیں یا کچھ مانتے ہیں ، کچھ نہیں ۔ اگر تمام مانتے ہیں تو ان کے فرامین میں سے منجملہ یہ بات بھی ہے کہ **حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی و فی روایۃ لا یحل لا حد ان یا خذ بقولنا ما لم یعلم من این اخذناہ** (میزان للشعرانی ج ا ص ۵۵) اب حضرات مقلدین خود سوچیں کہ آیا وہ امام صاحبؒ کی اس بات پر عمل کرتے ہیں کہ نہیں ؟ یا امام صاحبؒ کی تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں ، اور متاخرین کی بات مانتے ہیں ؟

الجواب: اس سوال کا مدار اس مغالطہ پر ہے کہ مقلد قرآن وحدیث کو نہیں مانتے اور غیر مقلد قرآن و حدیث کو مانتے ہیں ۔ تو جواباً عرض ہے کہ ہم قرآن ، سنت ، اجماع ، قیاس ، چاروں دلیلوں کو مانتے ہیں ۔ اور غیر مقلد قرآن وسنت کا نام لیتے ہیں مگر ان میں سے اجماع اور قیاس والی آیات اور احادیث کو نہیں مانتے ۔ ان میں بھی اصل میں ان کی خواہش نفس کا دخل ہوتا ہے ۔ چند اختلافی احادیث کو لے کر امت میں فتنہ برپا کرتے ہیں ۔ ہم قرآن وسنت پر فقہاء کی فقاہت کی روشنی میں چلتے ہیں ۔ علماء کی توہین کو فقہ میں قریب بہ کفر کہا گیا ہے ۔ البتہ غیر مقلد تمام ائمہ سے استہزاء تک کرتے ہیں ۔ ان کی تقریریں اور تحریریں بلکہ یہی سوالات کا انداز بھی اس پر شاہد عدل ہے ۔ امام صاحبؒ نے اپنے فروع میں اجتہاد کی صلاحیت رکھنے والوں کو یہ کہا تھا کہ **حرام علی ... الخ** اور **لا یحل لا حد** جاہل آدمی کو یہ نہیں کہا تھا بلکہ عوام کے لئے ان کا وجوب تقلید کا قول کفایہ کے حوالہ سے پیچھے گزر چکا ہے (فقط ۔ واللہ اعلم بالصواب)

(مفتی) محمد ندیم محمودی الحنفی خاکپائے علماء دیوبند

کوفہ اور اہل کوفہ

کوفہ عراق کے ایک شہر کا نام ہے ۔ جسکو صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین یعنی خیر القرون کے زمانہ میں ایک عظیم علمی مرکز ہونے کے ناطے شہرت ملی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں جب عراق فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے عجم کو فتح کرنے کیلئے اور اسلام کے دعوت وتبلیغ ونشر واشاعت کے لئے عراق میں ایک مرکزی شہر آباد کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ اس عظیم مقصد کے لیے کوفہ کا انتخاب کیا گیا ۱۶ھ میں اسکو آباد کیا گیا کوفہ میں علمی ماحول بنانے اور دینی اقدار کو حفاظت کیساتھ مسلمانوں میں رکھنے کیلئے عرب قبائل کے مشہور واعلی خاندانوں کو کوفہ میں آباد کیا گیا جبکہ اسکی سرپرستی اور رہنمائی کیلئے فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ بھیجا گیا یوں تو تمام صحابہ کرامؓ نجوم ہدایت تھے مگر ان میں سے بعض کو ایسے جزوی فضائل حاصل تھے کہ دوسرا کوئی ان میں ان کا ہم پایہ نہیں ہوسکتا تھا چنانچہ اس میں سے ایک عبداللہ ابن مسعودؓ بھی ہے آنحضرت نے معلمین قرآن میں سب سے پلا نمبر ان کا بیان کیا ہے (بخاری ج ا صفحہ ۵۳۱ مکتبہ قدیمہ) اور فرمایا ہے **انی رضیت و لا متی ما رضی لھا ابن ام عبد** ۔ یعنی میں اپنے امت کے لیے ہر اس بات سے خوش ہوں جس پر ابن مسعودؓ خوش ہو (مستدرک للحاکم ج ۴ صفحہ ۳۳ مکتبہ قدیمہ) نیز فرمایا اگر بغیر مشورہ کے تمہارے لیے میں خلیفہ کا انتخاب کروں تو وہ صرف ابن مسعودؓ ہوں گے اور جس چیز کو ابن مسعودؓ تمہارے لیے پسند نہ کرے میں بھی اس کو تمہارے لیے پسند نہیں کرتا (الاستیعاب ج ا صفحہ ۳۵۹)

یہ بھی فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ وہ قرآن کو اس طرح درست پڑھے جس طرح قرآن نازل کیا گیا تو اسے چاہیے کہ ابن مسعودؓ کی قرأۃ پر قرآن پڑھے (ابن ماجہ ص ۱۳)

حضرت عقبہ عمرؓ ماتے تھے کہ جناب رسول ﷺ کے بعد میں نے ماانزل اللہ (یعنی جو کچھ خدا تعالیٰ نے نازل کیا ہے) کا ابن مسعودؓ سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا ہے ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کیوں نہ ہو وہ ہر وقت حضور ﷺ کے پاس رہتے تھے اور حضور ﷺ ان سے کسی وقت حجاب نہیں کرتے تھے (مسلم ج ۲ صفحہ ۱۹۳)

عبداللہ ابن مسعودؓ علی رؤس الاشہاد (بانگ دہل) فرمایا کرتے تھے ۔ اس خدا کی قسم جس کے بغیر کوئی دو

سر الله نہیں قرآن کریم کی کوئی سورت اور کوئی آیت ایسی نہیں جس کا شان نزول مجھے معلوم نہ ہو کہ کس موقع اور کسی حالت میں نازل ہوئی ہے اور میں کتاب اللہ کا اپنے سے بڑا عالم کسی کو نہیں پاتا (بخاری ج ۲ صفحہ ۷۴۸ مکتبہ قدیمہ)

اور فرمایا تمام صحابہ کرامؓ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے کتاب اللہ کا بڑا عالم ہوں (ایضاً)

مشہور تابعی امام مسروقؒ فرماتے ہیں

شاممت اصحاب محمد ﷺ فوجدت علمهم ينتهي الى ستة علي و عبد الله و عمرو زيد بن ثابت والى درداء و ابي بن كعب ثم شاممت الستة فوجدت علمهم انتهى لي علي و عبد الله (اعلام الموقعین ج ا ص ۱۸)

یعنی میں نے آنحضرت کے صحابہ کرامؓ کو دیکھا تو سب کا علم (جو آنحضرت ﷺ سے حاصل ہوا تھا) چھ صحابہؓ میں موجود پایا پھر ان چھ کو جانچا تو ان کا علم حضرت علیؓ و حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ میں پایا۔ ابن مسعودؓ کے علم و فضل پر آنحضرت ﷺ کو وہ اعتماد حاصل تھا کہ آپ ﷺ نے ان کو چار سندوں سے نوازا تھا۔ (۱) سند قرآن (۲) سند حدیث (۳) سند فقہ (۴) سند سیاست اور لوگوں کو ان سے علم حاصل کرنے کی ترغیب دی

حضرت عمر فاروقؓ نے جب اہل کوفہ کی علمی سرپرستی کے لیے ابن مسعودؓ کا انتخاب فرماتے ہوئے انہیں کوفہ بھیجا تو فرمایا **و قد اثرتكم بعد الله على نفسي** یعنی میں نے تمہارے (یعنی اہل کوفہ) لیے ابن مسعودؓ کو اپنے آپ پر ترجیح دی ہے۔ ابن مسعودؓ کوفہ میں اپنے آپ کو علم تفسیر علم حدیث اور علم فقہ کی درس و تدریس نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دیا حضرت علیؓ نے جب مدینہ منورہ کے سیاسی حالات کی وجہ سے عراق تشریف لے جانے کا فیصلہ فرمایا تو اسلامی سلطنت کے بطور دار الخلافہ کوفہ کا انتخاب کیا۔

حضرت علیؓ جب کوفہ پہنچے تو ابن مسعودؓ اپنے چار ہزار تلامذہ کے ساتھ حضرت علیؓ کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکل آئے علیؓ نے جب دیکھا تو فرمایا

ابن مسعودؓ تم نے کوفہ کو علم سے مالا مال کر دیا اور یہ شہر تمہاری وجہ سے علم کا مرکز بن گیا (انوار الباری ج ۱ صفحہ ۴۷)

اور حضرت امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں **كان اغلب قضايا بالكوفة** (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۳۲)

یعنی علیؓ کے بیشتر فیصلے کوفہ ہی میں صادر ہوئے

کوفہ میں حضرت علیؓ کی تشریف آوری سے پہلے بھی متعدد صحابہؓ نے کوفہ کی مسانید درس و تدریس کو آباد رکھا تھا۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں **ولما ذهب الى الكوفة يحان اهل الكوفة قبل ان يا تيهم قد اخذا الذين عن سعد بن ابي وقاصؓ و ابن مسعودؓ و حذيفة و عمارؓ و ابي موسىؓ و غير هم من ار سله عمر الى الكوفه** (منہاج السنہ ج ۴ صفحہ ۱۵۷)

یعنی حضرت علیؓ جب کوفہ تشریف لے گئے تو اس سے پہلے ہی اہل کوفہ کو حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت ابن مسعودؓ، حذیفہؓ، عمارؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ وغیرہ حضرات جنہیں حضرت عمرؓ نے کوفہ بھیجا تھا سے علم حاصل کر چکے تھے۔ جبکہ امام نیساپوری نے انچاس صحابہ کرامؓ کے اسماء مبارکہ شمار فرمائے جو کوفہ میں دینی خدمات کے لئے تشریف لائے (معرفت علوم الحدیث صفحہ ۱۹۱) امام ابراہیم فرماتے ہیں **هبط الكوفه ثلا ثمائة من اصحاب الشجرة و سبعون من اهل بدر** (طبقات ابن سعد ج ۶ صفحہ ۴)

تین سو بیعت رضوان میں شریک ہونے والے اور ستر بدری صحابہؓ کوفہ میں تشریف فرما ہوئے

مشہور تابعی حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں **نزل الكوفة الفا و خمسون رجلا من اصحاب النبي ﷺ واربعة و عشر و ن من اهل بدر** (کتاب الکنیٰ والاسماء ج ا صفحہ ۱۷۴)

یعنی آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہزار پچاس اور چوبیس بدری صحابہ کوفہ میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

عبد الرحمٰن بن محمد بن اشعثؒ نے جب حجاج بن یوسف کے خلاف علم جہاد بلند کیا تو امام جصاصؒ فرماتے ہیں

و خرج عليه مع القراء اربعة آلا ف رجل هم خيار التابعين وفقائهم فقا تلو (مع عبد الرحمٰن بن محمد بن الاشعث رحمہ اللہ (احکام القرآن ج ا صفحہ ۱۰۱) یعنی عبد الرحمٰن بن محمد بن اشعث نے جب قراء کے ساتھ حجاج کے خلاف جہاد کیا تو کوفہ کے چار ہزار جلیل القدر تابعین اور فقہاء ان کے ساتھ نکلے اور قتال کیا

کوفہ کے بارے میں مشہور محدث امام نووی شافعیؒ فرماتے ہیں **وهي دار الفضل و محل الفضلاء**

(شرح صحیح مسلم ج اصفحہ ۱۸۵)

یعنی کوفہ تو مقام فضیلت اور فضلاء کا محل ہے۔

بخاری کا مرکزی راوی مشہور محدث امام سفیان بن عیینہ ؒ فرماتے ہیں حلال وحرام (یعنی علم فقہ) کا علم اہل کوفہ سے سیکھو (معجم البلدان للحموی صفحہ ۷ صفحہ ۱۶۲، ذکر الکوفہ)

مشہور محدث امام عفان بن مسلم ؒ جب علم حدیث کے حصول کے لیے کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں کی علمی مجالس دیکھے تو فرمایا

(ترجمہ) ہم کوفہ پہنچے اور چار ماہ وہاں قیام کیا اگر ہم چاہتے تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ احادیث لکھ سکتے تھے مگر ہم نے صرف پچاس ہزار احادیث لکھیں (فقہ اھل العراق و حدیثھم صفحہ ۶۲ بحوالہ تلامذہ امام ابوحنیفہ ؒ کا محدثانہ مقام)

امام بخاری ؒ نے طلب حدیث کے سلسلے میں جہاں سفر کیا ہے اسکو ذکر کر دیا کہ میں نے مصر شام اور جزیرے کا سفر دو مرتبہ کیا حجاز کا سفر چھ مرتبہ کیا لیکن جب کوفہ کی باری آئی تو عجیب جملہ ارشاد فرمان لا احصی کم دخلت الی الکوفۃ و بغداد مع المحدثین (ہدی الساری صفحہ ۴۷۸ یعنی یہ نہیں گن سکتا کہ میں محدثین کیساتھ کوفہ اور بغداد کتنی مرتبہ گیا ہوں مشہور غیر مقلد مولانا محمد حنیف ندوی لکھتے ہیں

جب عراق فتح ہوا تو صحابہ ؓ کی کثیر تعداد نے حضرت عمر ؓ کے زمانے میں کوفہ کا قصہ کیا جس میں ایک روایت کے مطابق تین سو صحابہ ؓ وہ تھے جن کو اصحاب الشجرہ ؓ کی پرفخار لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور سترہ حضرات تھے جنہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی ان میں سعد بن ابی وقاص ؓ سعید بن زید بن عمرو بن فضل ؓ اور عبداللہ بن مسعود ؓ جیسے جلیل القدر صحابہ ؓ کے اسماء گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ کوفہ کے نام کو حضرت ابن مسعود ؓ اور ان کے تلامذہ نے روشن کیا اور ان کے چشمہ فیض سے جولوگ سیراب ہوئے ان میں ربیع بن خثیم، مسیل بن زید الحنفی شعبی، سعید بن جبیر الالا لی ابراھیم، ابو اسحاق السبعی اور عبد الملک بن عمیر رحمھم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے اسماء گرامی شامل ہیں

ایسے شیوخ فقہ وحدیث نے زیادہ شہرت حاصل کی دوسری اور تیسری ہجری میں یہ فقہ (فنون) کا اہم مرکز قرار پایا (مطالعہ حدیث صفحہ ۵۶، ۵۷)

قارئین کرام! یہ ایک وسیع عنوان ہے جسکا احاطہ سینکڑوں صفحات میں بھی ناممکن ہے اس طرح حوالجات کو اگر تفصیل سے جمع کرنا شروع کروں تو ایک کتاب بن جائیگی، بس اسی پر اکتفاء کرتا ہوں کیونکہ عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ ماننے والوں کیلئے اتنا بھی کافی ہے اور نہ ماننے والوں کیلئے بڑا دفتر بھی بے کار ہے۔

البتہ ایک دو اعتراض اور اسکے جوابات ذکر کر کے اپنے مضمون کو ختم کرونگا

چونکہ غیر مقلدین سیراج الامہ رئیس الفقہاء سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے دشمنی میں اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ حضرت امام ؒ کی وطن کوفہ کے خلاف بکواس کرنے کو بھی عبادت سمجھتے ہیں عام طور پر غیر مقلدین کوفہ کی مذمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سرزمین کوفہ تو نواسہ رسول ﷺ حضرت حسین ؓ کے خون سے رنگین ہے مگر عقل کے ان اندھوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس سرزمین پر شہید کا خون بہہ جائے وہ مقدس ہوا کرتا ہے اسلئے اسکی مذمت بیان کرنا کوئی عقلمندی نہیں ہے،

بعض غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اگر مذہب اختیار کرنا تو کم از کم مکی یا مدنی امام کے مذہب کو اختیار کرتے مگر تم نے تو کوفی امام کے مذہب کو اختیار کیا؟ ان جاہلوں کو اپنے گریبان میں سوچنا چاہئے کہ اگر کل ان سے اس طرح کوئی پوچھے کہ اگر قرآن پڑھنا تھا تو مکی یا مدنی قاری کے قرأت پر پڑھتے تم نے کوفی قاری کے قرأت کو کیوں اپنایا ہے؟

تو غیر مقلدین انکو کیا جواب دیگا؟

اس طرح ایک مشہور اعتراض بعض متعصبین کے حوالے سے کیا جاتا ہے کہ کوفہ والوں کی حدیث میں نور نہیں ہوتا انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں اس کا تفصیلی جواب عرض کرونگا، ان شاء اللہ

یاران زندہ محبت باقی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اسلاف سے کامل محبت عطاء فرمائے اور سلف کے ہر قسم گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ رکھے آمین، بجاہ النبی الامی الکریم

(مفتی) فیض الحسین حقانی قسط نمبر:

مسئلہ سماع موتیٰ میں علماء دیوبند وپنجپیریوں کے مسلک کا تقابلی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

حضرات صحابہ کرامؓ کے مبارک دور اور خیر القرون کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک یہ مسئلہ اختلافی چلا آرہا ہے کہ قبروں کے پاس اگر کوئی شخص اھل قبول کو سلام وغیرہ عرض کرے تو مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ ایک گروہ سماع موتیٰ کا قائل ہے جس میں حضرات صحابہ کرامؓ کے علاوہ حضرات مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا جمع عفیر اور حضرات احنافؒ کا معتد بہا طبقہ اور اکابر علماء دیوبند کثر اللہ جماعتھم کی اکثریت شامل ہیں دونوں جانب دلائل ہیں ایک طرف فیصلہ کرنا ممکن نہیں اس وجہ سے دونوں جانبین حق پر گامزن ہیں کسی ایک جانب کو حق پر سمجھنا اور دوسرے جانب کی تضلیل یا تفسیق کرنا ضلالت، غوایت، جھالت اور دین سے بغاوت ہوگا ہم مسئلہ سماع موتی کو اختلافی مسئلہ سمجھتے ہیں جو لوگ سماع موتی کے قائل ہیں وہ بھی اھل السنت والجماعت علمائے دیوبند میں ہوگا نہ انکار والا خارج ہوگا اور نہ قائل سماع موتی خارج ہوگا چونکہ مسئلہ سماع موتی اختلافی ہے ہم اس مسئلہ کے اختلافی ہونے پر علمائے دیوبند کے اقوال پیش کرتے ہین اور پنجپیروں کی عبارات انکار اختلاف پر پیش کرتے ہیں کہ پنجپیری قائلین سماع موتی پر کیا فتوے لگا تے ہیں آپ ناظرین کرام خود اندازہ لگائیں کہ دیوبندی کون ہیں؟ فیصلہ آپ پر!

(۱) مفتی کفایت اللہؒ کی رائے مبارکہ:

مسئلہ سماع موتی کے بارے میں سوال کے جواب میں مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ فرماتے ہیں ''مسئلہ سماع موتی قرن اولیٰ سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کا بھی اس میں اختلاف تھا قرن صحابہؓ کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف ہے (کفایت المفتی ج ۱ صفحہ ۲۰۱)

(۲) مفتی اعظم پاکستان محمد شفیعؒ فرماتے ہین

یہ مسئلہ کہ مردے کوئی سلام سن سکتے یا نہیں ان مسائل میں سے ہے جن میں خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا باہم اختلاف رہا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سماع موتی کو ثابت قرار دیتے ہیں اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اس کی نفی کرتی ہے اس لیے دوسرے صحابہ وتابعین میں بھی دو گروہ ہوگئے بعض اثبات کے قائل ہیں اور بعض نفی کے

معارف القرآن جلد ششم صفحہ ۶۰۲

(۳) حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ سے سماع موتی کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت تھانویؒ جواب میں فرماتے ہیں دونوں طرف اکابر و دلائل ہیں ایسے اختلافی امر کا فیصلہ کون کرسکتا ہے اور ضروریات علمی و عملی میں سے بھی نہیں کہ ایک جانب کی ترجیح میں توفیق کی جاوے۔

امداد الفتاوی جلد پنجم صفحہ ۳۴۸

(۴) مفتی عبدالشکور ترمذیؒ تلمیذ حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ سماع موتی عند القبر مختلف فیہ ہے البتہ انبیائے کرام علیھم السلام کے علاوہ دوسری اموات کے سماع عند القبر کے مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے اختلاف چلا آرہا ہے ھدایۃ الحیران صفحہ ۳۱۵

(۵) مفتی عزیز الرحمان دیوبندیؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہین کہ سماع موتی میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہؓ کے زمانہ سے ہے بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں اور حنفیہ کے کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع موتی معلوم ہوتا ہے مگر امام صاحب سے کوئی تصریح اس بارہ میں نقل نہیں غرض یہ کہ یہ مسئلہ مختلف فیھا ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد پنجم صفحہ ۳۱۰)

(۶) مفتی رشید احمد گنگوھی فرماتے ہیں

سماع موتی کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے مع ہذا اسلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بھر حال یہ مسئلہ مختلف فیھا ہے اس میں بحث مناسب نہیں (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۵۲)

(۷) مفکر اسلام مفتی محمودؒ سوال کے جواب کے بارے میں فرماتے ہیں ''مسئلہ سماع موتی صحابہ کے زمانہ سے مختلف فیھا چلا آرہا ہے حضرت عائشہؓ سماع موتی کا انکار کرتی ہے اور دیگر صحابہ سماع موتی کے قائل ہیں،'' آخر میں لکھتے ہیں بھر حال یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے ترجیح میں اختلاف ہے بعض علماء عدم سماع کو راجح قرار دیتے ہیں اور بعض سماع کو ہمارے ہاں قول ثانی (یعنی ثبوت سماع۔ناقل) راجح ہے (فتاوی مفتی محمودؒ جلد اول صفحہ ۱۷۵)

(۸) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ فرماتے ہیں ''سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہؓ سے مختلف فیہ آرہا ہے یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر واسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث وتمحیص اور نظر وتحقیق کی گنجائش ہے امت محمدیہ ﷺ کے علماء کے درمیان اس

مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہے کچھ علماء کی رائے یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں جب کہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے علماء کے ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں

(تسھیل بلغتہ الحیر ان جلد دوم صفحہ ۱۵۰ جواہر القرآن جلد سوم صفحہ ۹۰۲)

(۹) علامہ محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں ''یہ مسئلہ کہ قبروں میں مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ ہماری کتابوں میں سماع موتی کے عنوان سے مشہور ہے اور اس مسئلہ میں صحابہ کرام ﷺ کے زمانہ سے اختلاف چلا آتا ہے بعض اس کے قائل ہیں اور بعض انکار کرتے ہین دونوں طرف بڑے بڑے اکابر ہے اس لیے اس مسئلے کا قطعی فیصلہ نہیں ہوسکتا کیونکہ جس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہو اس میں کسی ایک جانب کو قطعی حق اور دوسری جانب کو قطعی باطل قرار دینا ممکن نہیں اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۵۶

(۱۰) امام اہل السنّت والجماعت شیخ الحدیث سرفراز خان صفدرؒ فرماتے ہیں کہ مسئلہ سماع موتی اختلافی ہے حضرات صحابہ کرامؓ کے مبارک دور اور خیر القرون کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک یہ مسئلہ اختلافی چلا آرہا ہے۔ سماع موتی صفحہ ۷۸ (تلک عشرۃ کاملۃ)

آپ ناظرین کرام نے خوب معلوم کیا کہ علمائے دیوبند مسئلہ سماع موتی کو اختلافی سمجھتے ہین اور یہ اختلاف اس دور سے ہے جس دور میں پنجپیری حضرات نہ تھے اور پنجپیریوں کا شیخ القرآن مولانا خان باچا بن شاندی قل اپنے کتاب البرھان الجلی میں لکھتے ہیں'' تاہم کسی فریق کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تجہیل کرسکے کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں بھی مختلف فیہ تھا اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر صحابہ تک پہنچے گا ولا شک فی فسادہ'' (البرھان الجلی صفحہ ۱۳۴)

تو یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ علمائے دیوبند رحمھم اللہ مسئلہ سماع موتی کو اختلافی قرار دیتے ہیں

اب آپ حضرات پنجپیریوں کے عبارات کا اندازہ لگائیں کہ پنجپیری لوگ سماع موتی کو کیا کہتے ہیں؟

(۱) پنجپیریوں کے شیخ التفسیر والمحقق مولانا حسین شاہ نیلوی لکھتے ہیں وان مسئلہ سماع الموتیٰ واجابتھم و معرفتھم من زار قبورھم مختلقۃ الملاحدہ۔

بیشک مردوں کا سنا اور اجابت ان کی اور زائر کو پہنچانے کے مسائل ملحدین کی ایجاد ہیں (نعوذ باللہ)

شفاء الصدور مجموعہ رسائل نیلوی جلد اول صفحہ ۶۰۷

(۲) شیخ المحقق حسین شاہ نیلوی مماتی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

واقعی سماع موتی کا عقیدہ شرک کا پھاٹک ہے (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات) ندائے حق دوم صفحہ ۱۲۸

(۳) مفتی محمد ایاز مماتی پنجپیری سوانح حسین شاہ نیلوی میں لکھتے ہیں

حضرت مولانا حسین علیؒ اور ان کے دوسرے تلامذہ کی طرح وہ سماع موتی کے عقیدے کو شرک تو نہ سمجھتے تھے مگر شرک کا چور دروازہ ضرور سمجھتے تھے

مقالات نیلوی جلد اول صفحہ ۱۲۷

(۶) مولانا عطاء اللہ بندیالوی مماتی لکھتے ہیں

''حیات النبی ﷺ سماع موتی اور توسل بذوات الفاضلہ جیسے موضوعات پر دلائل دینے والا الٹا شرک کے کھیت کا دھقان ہے

(شرک کیا ہے صفحہ ۷)

(۵) اسی طرح یہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں

سماع موتی شرک کا چور دروازہ ہے

(شرک کیا ہے صفحہ ۱۸)

(۶) مفتی محمد ایاز پنجپیری شیخ طاہر پنجپیری صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں

مولانا محمد طاہر ان علماء میں سے تھے جو سماع موتی کو شرک کا دروازہ سمجھتے ہوئے عدم سماع کے قائل تھے

شیخ طاہر حیات وخدمات صفحہ ۲۱۷

(۷) مولانا عطاء اللہ بندیالوی پنجپیری اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

عقیدہ سماع موتی شرکیہ افعال کی بنیاد ہے

(کیا مردے سنتے ہیں صفحہ ۱۰)

(۸) جس وقت پنجپیریوں و نوجوانان احناف طلباء دیوبند کا پشاور میں مناظرہ تھا اس وقت پنجپیری مماتی نام نہاد مناظر مفتی فدا (مفرور) نے ہمارے مناظرین کرام کے سامنے نوجوانان احناف کے اکابرین دیوبند پر یہ فتویٰ لگایا کہ یہ حضرات مشرکین ومبتدعین ہے کیونکہ یہ حضرات سماع موتی کے قائل ہیں جو شرک وبدعت ہے لیکن الحمد اللہ اس دعوٰی پر پنجپیریوں کے پاس کوئی دلیل نہیں تھا اس وجہ سے اس نام

نہاد مناظر کو اتنا جرأت نہ ہوسکا کہ اپنے مدرسہ میں تو کم از کم مناظرہ کیلئے تیار ہوجائے!!!

اب بھی اگر کسی مماتی میں جرأت ہے تو اس پرانے دعوی پر مناظرے کیلئے تیار ہوجائے اور مماتیت کو شرم سے نکالے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی معلوم ہوجائے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائیں ہوئے ہیں

تفصیل کیلئے "ترجمان احناف کا رسالہ میں بعنوان "مناظرہ ۲۵ ستمبر ۲۰۱۴ء" ملاحظہ فرمائیں

(۹) مماتیوں کے شیخ التفسیر مفتی اعظم محمد حسین شاہ نیلوی صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں پس حق یہی ہے کہ سماع موتی بالکل نہیں اور کوئی حدیث صحیح یا آیت سماع پر دال نہیں ہے بلکہ سماع موتی لوگوں کیلئے ۔۔الی الشرک ہے (معاذ اللہ)

(ندائے حق جلد سوم صفحہ ۱۴۳)

تبصرہ: آپ ناظرین کرام نے خود معلوم کیا کہ سماع موتی کے بارے میں علمائے دیوبند کسی ایک جانب سے بھی انکار نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ دونوں جانب اہل حق ہیں جبکہ دوسری جانب منکرین حیات پنجپیری کہتے کہ سماع موتی شرک کا پھاٹک اور دروازہ ہے اور سماع موتی بالکل ثابت نہیں تو جو صحابہؓ تابعینؒ ائمہ کرامؒ سماع موتی کے قائل ہیں تو کیا وہ حضرات (نعوذ باللہ) شرک کے دروازے اور پھاٹک جیسے نظریہ کے قائل تھے تو وہ مومن رہ سکتے ہیں؟ اور آیا وہ صحابہ تابعین وجمہور امت مسلمہ جو سماع موتی کے قائل تھے وہ مسلمان تھے؟ خدا کیلئے ذرا سوچو! کہ پنجپیری فتوی کسی پر لگتا ہیں اور کن پر شرک کا ٹاپہ لگتا ہیں؟ کیا ایسے خراب عقیدہ اور فتوی لگانے کے باوجود بھی پنجپیری دیوبندی ہیں؟ اور احادیث سماع کے انکار وتاویل باطل کرنے کے باوجود بھی پنجپیری مماتی، اشاعتی دیوبندی ہیں؟ حالانکہ مسلمان کو مشرک اور کافر کہنے والا خود مشرک اور کافر بن جاتا ہے (بخاری)

اے مماتیوں! اب بھی توبہ کرنے کا وقت باقی ہے اب توبہ کرکے ایسے فضول فتوؤں اور گستاخیوں سے اجتناب کرو ورنہ کل افسوس کے علاوہ کوئی چیز منہ سے نہیں نکلے گی!

جاری۔۔۔

متعلم عبدالرحمن عابد قسط نمبر:۱

التحقیق السدید کا تحقیقی جائزہ

امین اللہ پشاوری غیر مقلدین کے طبقہ میں اونچا مقام رکھتا ہے۔ بالفاظ دیگر انہیں مجتہد الدہر منصب پر بٹھایا گیا ہے اور موصوف کئی کتابوں کے مصنف ہیں جو سراسر تعصب وعداوت سے لبریز ہے موصوف ایک دور میں خوب مناظرانہ شوق میں مست تھا، لیکن استاذ محترم مفتی محمد ندیم صاحب طول اللہ بقائہ علی الامۃ ۔ کیساتھ گنج مناظرے سے اس کا سارا تکبر ٹوٹ گیا۔ اور ایسا سبق سیکھا کہ اب تک الحمد اللہ نہ تو مناظرے کا نام لے سکتا ہے اور نہ مسلک اھل حق احناف کثر اللہ سوادھم پر کوئی کتاب لکھی۔ فللہ الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ

خیر! موصوف نے اپنی مناظرانہ ذھنیت کے وقت ایک کتاب لکھی تھی جسکی نام ہے" التحقیق السدید فی مسئلۃ التقلید "جس کے کئی جوابات علماء کرام نے احسن انداز میں دئے ہیں لیکن ان سب میں مفتی ابویوسف درویشؒ کے" القول السدید فی جواب علی قول العنید "منفردانہ طور پر محقق کتاب ہے چونکہ یہ کتاب پشتو میں ہیں اور ھم نے بھی "التحقیق السدید" پر قلم اٹھانے کا ارادہ کیا تھا اردو زبان میں، لیکن نوجوانان احناف کے شوری میں یہ مشورہ طے ہوا کہ "التحقیق السدید" کا جواب پشتو زبان میں ہوچکا ہے۔ البتہ امین اللہ غیر مقلد کی دوسری کتاب "تحفۃ المناظر" کا جواب دیا جائے تو ہم نے اس مشورہ پر عمل کیا البتہ "تحفۃ المناظر" کا جواب ہم نے کچھ دنوں کیلئے موقوف کیا۔ اسلئے کہ ہم انکی کتاب "رحمۃ الباری" کے ساتھ ساتھ دو اور کتابوں کے جوابات میں مصروف ہیں۔ تاہم وہ حضرات جو پشتو زبان کے سمجھنے سے قاصر ہین ان حضرات کے لئے مفتی درویش نور اللہ مرقدہ کی کتاب اردو زبان میں ترجمہ کرکے مع حضرت مفتی محمد ندیم صاحب حفظہ اللہ کے بھی مختصراً اضافات شامل ہوکر بتوفیق الہی انشاء اللہ جلد ہدیہ قارئین ہوگی۔ کیونکہ مفتی ابویوسفؒ کے پیش نظر کتاب "التحقیق السدید" کا پرانا ایڈیشن تھا جبکہ اب اس میں امین اللہ غیر مقلد نے اضافہ کیا ہے، تو ھم نے بھی اسلئے جواب لکھنے کا ارادہ کیا۔

قارئین کرام سے دعا کی التماس ہے کہ اس کتاب کی تکمیل، خیروعافیت کے ساتھ ہوجائے، اور حضرت مفتی صاحب حفظہ اللہ (من کل سوء) کو اللہ تبارک وتعالیٰ اعلائے کلمۃ الحق کیلئے عمر نوح عطاء فرمائے۔

آمین۔ اور قارئین کرام! ھم امین اللہ پشاوری کے قول کے ساتھ "غیر مقلد" اور حضرت استاذ محترم

صاحب حفظہ اللہ کے قول کے ساتھ ''حنفی'' لکھینگے

مؤاخذہ بر مقدمہ

امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے ''مقدمہ'' عنوان کے تحت لکھا ہے کہ

غیر مقلد: میرے محترم: دنیا میں جو قرآن وسنت کے مخالفت ہوتے ہیں تو میرے فہم کے مطابق اسکے دو سبب ہیں (۱) اول سبب خواھش کی اتباع ہیں (۲) دوسری سبب تقلید ہے (صفحہ ۱)

حنفی: آپ نے تو یہاں صراحت کی کہ میرے فہم کے مطابق

آپ کا فہم حجت تو کجا آپ کا فہم ہی صحیح نہیں کما لا یخفی علی اولی الالباب

ثانیا: فہم ورائے کو قبول کرنے کو تو آپ تقلید کہتے ہو (التحقیق السدید صفحہ ۱۳۱ و) تو کیا آپ خاموش انداز میں اپنی تقلید کی طرف دعوت نہیں ؟؟؟

ثالثا: آپ تو رائے صحابہ کو بھی حجت نہیں مانتے (الحق الصریح ۱/۱۵۶) بلکہ بتصریح آپ کے اکابرین تو فہم صحابہ کو بھی حجت نہیں سمجھتے (فتاوی نذیریہ ۱/۶۲۲)

جب صحابہ کرامؓ کے رائے وفہم حجت نہیں تو آپ کی رائے کی کیا حیثیت ہے؟ یا آپ خاموشی سے صحابہ سے فوقیت کے مرید ہو۔؟

رابعا: جب امام ابوحنیفہؒ رائے استعمال کریں تو اھل الرائی ۔۔اور جب آپ رائے کا استعمال کریں تو مجتہد الدھر۔۔۔؟

خامسا: آپ نے جو فتوی صادر کیا کہ ''جو شخص رائے وقیاس کے پیچھے لگ جاتا ہے تو وہ گمراہ ہوتا ہے (التحقیق السدید صفحہ ۱۵۶)

کیا آپ اپنے فتوے کی ضد میں نہیں آئے؟

ابھی ہم آپکے فہم مبارک کے مطابق وہ دو سبب ذکر کرکے آپ ہی کے گھر میں تلاش کرینگے بتوفیق اللہ تعالی آپ نے پہلا سبب ''خواھش کی اتباع'' ذکر کیا۔

جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ یہ سبب علی وجہ الاتم آپ لوگوں میں موجود ہے جب عبادات کے موقعہ آتا ہے تو بیس رکعات تراویح کے بجائے آٹھ رکعت پڑھ کر عبادت چور بنتے ہو۔ اور جب پیٹ بھرنے کا موقع آجائے تو تین دن قربانی کے بجائے چار دن قربانی کے اعلانات کرتے ہو، جب خواہش

کا موقعہ آتا ہے۔ تو چار سے زائد شادی کرنے کے جواز کا حکم دیکر حرام میں مبتلا ہوتے ہو بیوی کو تین طلاقیں دیکر بھی اپنی خواہش کی مجبوری سے حرام نہیں کہتے۔ اگر ہم اسی طرح غیر مقلدین کی خواہش پرستی گنتے جائیں تو لمبی فہرست بنتی ہیں اسلیئے ہم ''الفضل ما شھدت بہ الاعداء'' کے مطابق غیر مقلدین ہی کے گھر سے حوالہ نقل کرینگے۔ کہ غیر مقلدین خواہش پرست ہیں

جماعت غرباء اہلحدیث کے امیر عبدالوہاب دہلوی کے متعلق شرف الدین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں

''ایسے ملا مولوی نفس کے بندے خواہش نفسانی کے لئے گھڑ گھڑ کے مسئلے بناتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں یہ قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے اور یہ خدا رسول ﷺ کا حکم ہے (خلافت محمدی صفحہ ۳۰)

گویا گھر کو آگ لگ گئی گھر ہی کے چراغ سے

دوسرا سبب آپ نے ''تقلید'' ذکر کیا۔

جبکہ تقلید تو ایسی فطری چیز ہے کہ کوئی تقلید کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔ یہ تو آپ لوگوں کی تعصب ہے کہ ایک طرف تو ہمارے مقابلے میں تقلید پر تردید کرتے ہو۔ اور دوسری طرف تقلید کے بلند بانگ دعوے کرتے ہو ''مشت نمونہ از خروارے'' کے مطابق چند تصریحی حوالہ جات دیکھ کر اپنی غیر مقلدیت جیسے یتیم مذہب پر روئے۔ سب سے اول آپکو میدان میں کھڑا کرتے ہیں۔

(۱) اسی ''التحقیق السدید'' کتاب، جو آپ نے تقلید پر تردید کیلئے قیمتی وقت ضائع کرکے یہ کتاب لکھی لیکن حقیقت چھپ نہیں سکتی آخر آپ نے بھی تو لکھا کہ ''ہم امام بخاریؒ کے احادیث کے مقلدین ومتبعین ہیں'' (التحقیق السدید صفحہ ۸۳)

﴿نوٹ﴾ اس حوالے کو اردو کتاب میں ترجمہ کرتے وقت مترجم نے خیانت کرتے ہوئے اپنی شرم چھپانے کیلئے کجھور سمجھ کر ہڑپ کرلیا، دیکھیے حقیقۃ التقلید اردو صفحہ)

(۲) دوسری کتاب میں بھی آپ نے لکھا ہے کہ ''آیا ہم پر نبی علیہ السلام کے سوا کسی اور علماء کی تقلید کسی نے واجب کیا'' (الحق الصریح جلد ۳ صفحہ ۱۰۵)

گنتے جائے

(۳) تیسرا حوالہ بھی ملاحظہ ہو۔ آپ نے دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ ''اگر کسی صحرا میں کوئی عالم ہو اور اس عالم نے فتوی دے دیا اور عوام الناس نے اس فتوے کے تقلید کرلی۔۔۔ تو پھر اسی حالت راھنہ میں

اسی زندہ عالم کی تقلید صرف اسی بستی والوں کیلئے صرف اسی مسئلہ میں جائز ہے الخ (تحفۃ المناظر پشتو صفحہ ۱۷۵، تحفۃ المناظر اردو صفحہ ۱۵۹)

پڑھتے جائیں

(۴) آپ کے مدرسے کے مہتمم حاجی عالم شیر نے بھی لکھا ہے کہ تقلید کتاب وسنت کی ضروری ہیں (حق او حقیقت صفحہ ۶۱)

(۵) آپکے شیخ واستاد عبدالسلام رستمی صاحب نے بھی تقلید کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے

(۱) تقلید محمود (۲) تقلید مذموم (۳) تقلید مطلق اور تقلید شخصی اسکی تفصیل کر کے تقلید محمود کو جائز کہا دیکھے (رسالۃ التنقید علی من افرط فی التقلید صفحہ ۲۱ تا ۲۶)

(۶) اور آپ کے استاد عبدالسلام صاحب کے دفاع میں لکھی گئی کتاب میں مندرج ہیں

''انہوں (عبدالسلام صاحب، ناقل) نے دونوں تراجم میں قرآن کی وسعت معنوی اور عالمگیریت کی طرف اشارہ کیا ہے حافظ ابن کثیر کی تقلید میں الخ (الرد القوی الباھر علی ھفوات الغبی او الغوی الشاطر صفحہ ۲۲، مصنفہ مولانا محمد اسحاق صاحب)

(۷) آپ کے استاد عبدالسلام رستمی صاحب سے تقریظ شدہ کتاب، جسکی تخریج آپکے بھائی حضرت محمد غیر مقلد (جس نے استاد محترم حفظہ اللہ سے ایک دفعہ مناظرے میں ایسی شکست کھائی تھی کہ آج تک پھر مناظرے کا نام نہیں لیتا۔ فللہ الحمد) نے کی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ ''تقلید احکام شریعت میں دو قسم پر ہے ایک جائز ومحمود دوسری ناجائز ومذموم الخ (اقامۃ المیز ان صفحہ ۱۶۸)

ان حوالہ جات کے علاوہ بھی ہمارے پاس کئی حوالہ جات اللہ کے فضل وکرم سے موجود ہیں کہ انکا گننا بھی آپ کیلئے مشکل ہوگا۔ جسکی تفصیل دوسرے موقع پر ذکر کی جائے گی ان شاء اللہ

آپ کے ذکر کردہ دونوں اصول کے مطابق غیر مقلدین ہی قرآن وحدیث کے مخالف ثابت ہوگئے۔ نہ کہ علمائے حق۔ فللہ الحمد

ہوشیار اے امین اللہ ہوشیار

غیر مقلد ہونے کی سزا ذل ونار

جاری-----

متعلم عبدالرحمن عابد — قسط نمبر: سوم

ناکام وکیل کی وکالت کا مختصر جائزہ

السلفی: ناکام وکیل اپنے ساتھ سلفی لکھنا تعجب خیز ہونے کے ساتھ ساتھ مضحکہ خیز بات بھی ہے۔

تعجب تو اس بات پر ہے کہ غیر مقلدین کے مذکور مجتہد العصر امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے لکھا ہے کہ سلف سے مراد صحابہ وتابعین ہے دیکھیے (الحق الصریح جلد اول صفحہ)

اور صحابہ کرامؓ کے اقوال تو غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں دیکھیے الحق الصریح ۱/۴۰، ۲/۱۰۰، فتاوی الدین الخالص ۲/۸۰، فتاوی نذیریہ ۱/۶۲۲، فتاوی ثنائیہ ۲/۲۲۳، حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۴۶، التحقیقات فی رد الھفوات صفحہ ۵۹۵ تفصیل کیلئے دیکھیے ''قھر الباری علی امین اللہ البشاوری صفحہ ۹ وغیرہ

انکے نزدیک صرف اقوال نہیں بلکہ صحابہ کی رائے بھی حجت نہیں (الحق الصریح ۱/۶۵۶ وطریق محمدی)

اور نہ فہم صحابہ حجت ہیں (فتاوی نذیریہ ۱/۶۲۲)

بلکہ ان کے نزدیک تو صحابہ کرامؓ قصداً قرآن وحدیث کی مخالفت کرتے تھے (تنویر الآفاق صفحہ ۴۵۹) بلکہ ذاتی مصلحت کی خاطر صحابہ قرآن وحدیث کے خلاف عمل کرتے (ایضاً صفحہ ۱۰۷) تو پھر اپنے آپ کو سلفی کیسے کہتے ہو؟؟؟ اور یہ حوالہ بھی خوب ذھن نشین کر لے کہ آپ کے شیخ تو کہتے ہیں کہ ''محدثین (اسلاف، ناقل) کے اصطلاح میں اہلحدیث ہر قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے کو کہتے تھے۔۔ جبکہ آج کل ایک خاص تنظیم (انگریز کے دور سے پیدا شدہ، ناقل) کیلئے مخصوص کیا گیا ہے'' (الحق الصریح جلد ۱/)

بتاؤ! یہاں اسلاف کے طریقہ کو چھوڑ کر بھی آپ لوگ سلفی؟؟؟

ابھی ذرا اپنے گھر کی شھادت بھی ملاحظہ کر کے شرم سے ڈوب کر مر جاؤ۔

(۱) آپ لوگوں کے مقتدر عالم اور نذیر حسین دھلوی کے شاگرد مولانا عبدالاحد خانپوری غیر مقلد نے آپ جیسے اہلحدیث فی زمانا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ''اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث، مبتدعین، مخالف سلف صالحین۔۔۔ ہیں الخ (التوحید والسنۃ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ صفحہ ۲۶۲)

(۲) امام الحدیث وحید الزمان غیر مقلد (جنھیں غیر مقلدین امام اہلحدیث کہتے ہیں۔ (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۴۴) آپ جیسے غیر مقلدوں کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''بعضے اہلحدیث بظاہر اپنے آپ

کو اہلحدیث کہتے ہیں مگر۔۔۔ تفسیر قرآن میں صحابہؓ اور سلف صالحین کا طریقہ چھوڑ کر نئے نئے معانی اور مطالب اپنی خواہش نفس کو موافق نکالتے ہیں الخ (لغات الحدیث جلد ا صفحہ ۲۱ کتاب) اسی طرح موضع اخر میں لکھتے ہیں "غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں کو اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے، نہ سلف صالحین الخ (لغات الحدیث ۲/۹۱) اور ہنسنے کی بات یہ ہے کہ اکثر غیر مقلدین حضرات ھم (احناف) کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ حنفیوں سے تو عیسائی اچھے ہیں کہ اپنی نسبت تو انبیاؤں کی طرف کرتے ہیں جبکہ احناف حنفی کہلانے کیوجہ سے اپنی نسبت غیر نبی کی طرف کرتے ہیں (حنفیوں کے سوالات کے جوابات وغیرہ) لیکن یہاں اس وکیل کو اپنے اکابرین کی باتوں سے جاھل یا متجاھل ہو کر انکے ضد و جال میں آکر عیسائیوں سے بھی نیچے طبقے میں ڈوب گئے۔ ھم اگر صرف "حنفی" کہنے کیوجہ سے مطعون تو آپ لوگ "سلفی" کہنے کے باوجود بھی قابل ملامت و مطعون نہیں؟ واہ تیرا انصاف!

ہاں! اپنے آپ کو سلفی کہنے سے لازم گرفت و شرمندگی ہے لیکن ایک راستہ بچنے کا بھی ہے وہ یہ کہ اُس ناکام وکیل کے مؤکل امین اللہ پشاوری (مفرور گنج) نے حجاج بن یوسف کو بھی سلف کہا ہے دیکھیے (حکمۃ القرآن ۱/۱۲۷ ط اول) تو جب بقول آپ کے صحابہ کرامؓ قصداً و ذاتی مصلحت کی خاطر قرآن و حدیث کے خلاف افعال کرتے (معاذ اللہ) تو ظاہر ہے آپ لوگوں کا صحابہ کیطرف نسبت صحیح نہیں تو آپ لوگوں کا سلفی کہنا شاید "حجاج بن یوسف" کی طرف نسبت کی وجہ سے ہوگا اور "السّلفی" میں شاید الف لام بھی عہدی ہوگا۔ جس سے حجاج میرا لیا گیا ہوگا۔ واللہ اعلم، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرعونی سلف مراد ہو" فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا"

اس ساری بحث سے روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا کہ یہ غیر مقلدین کی منافقانہ نسبت ہے ایک طرف تو اسلاف کو برا بھلا کہہ کر مانتے بھی نہیں اور دوسری طرف انکی طرف نسبت بھی کرتے ہیں یعنی ان کی فہم واجتھاد کو ماننے کیوجہ سے اپنے آپکو سلفی کہتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ بقول امین اللہ اجتھاد ماننا تقلید ہے (التحقیق السدید صفحہ ۳۸) تو ہم ایک امام کی مقلد۔ اور آپ لوگ سارے کے سارے اماموں کے مقلد؟؟ تو معلوم ہوا کہ آپ لوگ اپنے آپ کو سلفی کہنا مفید نہیں بلکہ مضر ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی آشکار ہو گیا کہ یہ تسمیہ بالضد ہے قدریہ کی طرح

جاری۔۔

امین اللہ کے عقائد کی ایک جھلک

قسط نمبر: ا

اگر تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالی جائے اور قرآن کریم کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کو ہر دور میں حامیین حق کے ساتھ ساتھ مخالفین حق بھی کافی تعداد میں نظر آئیں گے۔ کوئی زمانہ اہل حق پر تنقید و تردید کرنے والوں سے خالی نہیں ملے گا لیکن ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد پیدا کئے ہیں جو باطل پرستوں کی بکواسات ان کے سر پر ہی مارتے رہے انہی اہل حق میں سے ایک جماعت علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم بھی ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

اہل باطل جس طریقے سے بھی اپنے مکر و فریب کی جال بچھاتے، علماء دیوبند ہر میدان میں اہل باطل کا آپریشن کرتے اور الحمد للہ آج بھی کرتے ہیں۔ جس کا اعتراف مخالفین بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ امین اللہ پشاوری [دراصل پشاوری نہیں بلکہ کونڑی ہے] کے چچازاد اور اس کے مدرسہ میں حدیث پڑھانے والے حکیم ابو عمار سمیع اللہ غیر مقلد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"ددیوبند علماء چہ ھغوی د اسلام او توحید و سنت دپارہ ڈیر خدمت کڑے دے او د انگریزانو خلاف ئے جہاد کڑے دے "(دخلورو اماما نو مذھب: ۱۵۷)

ترجمہ: علماء دیوبند جنھوں نے اسلام اور توحید و سنت کی بڑی خدمت کی ہے اور انگریزوں کے خلاف جہاد کیا ہے۔

اس کے علاوہ کئی حوالہ جات اور بھی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تاریخ میں علمائے دیوبند جیسی جماعت کا ملنا مشکل ہے۔ یہ ایک ایسا ایٹم بم حوالہ ہے کہ وہ غیر مقلد جو اپنے اکابر اور بزرگوں کے بارے میں تو کہتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں مانتے، ان کی کتابوں کو آگ لگا دیں وغیرہ وغیرہ، لیکن علمائے دیوبند کو اسلام اور توحید و سنت کے خادم سمجھتے ہیں۔ فللہ الحمد۔

چونکہ توحید و سنت کے خادمین علمائے دیوبند کے ساتھ دشمنی شیطان کا مشن ہے اس لئے اس نے انسانوں میں بھی اپنے لئے ساتھی پیدا کئے اور انہی علمائے دیوبند کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی ڈیوٹی پر لگا دیا۔ شیطان کے انہی ساتھیوں میں سے ایک ساتھی غیر مقلدین کی جماعت بھی ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس کی سر پرستی خود شیطان کرتا ہے، اس جماعت سے تعلق رکھنے والے علمائے دیوبند کے ساتھ دشمنی میں پو

زیشن لینے کے لئے سر گرداں رہتے ہیں۔ توحید وسنت کے ان خادمین کے ساتھ دشمنی رکھنے والوں میں سے امین اللہ نامی ایک شخص بھی ہے جو ہے تو کہیں اور کا لیکن خود کو پشاوری کہتا ہے۔ یہ شخص بری طرح انگریزوں کے جال میں پھنسا ہوا ہے اور اس کے نشہ میں کبھی ایک کو اور کبھی دوسرے کو کافر کہتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے فتاویٰ جات کی روشنی میں خود بھی زندیق، بدعتی اور بے وقوف شمار ہوتے ہیں۔[حوالہ جات آگے آرہے ہیں ان شاء اللہ]

موصوف اصل میں کونڑ کے رہنے والے ہیں لیکن وہاں سے بھاگ کر پشاور کی پاک فضا میں غیر مقلدیت کے جراثیم پھیلا رہے ہیں۔

یہ شخص پہلے علمائے دیو بند کو مسلمان سمجھتے تھا[جو ان کی کتب سابقہ اور بیانات میں موجود] لیکن جوں جوں غیر مقلدیت کا نشہ بڑھتا رہا اس کے رویہ میں تبدیلی آتی رہی یہاں تک کہ علمائے دیو بند کو فرقہ باطلہ بلکہ کافر تک کہنے لگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جب اس نے پشاور کی فضا خراب کر کے ہر جگہ اہل حق علمائے دیو بند کے عقائد کو مشرکانہ کہہ کر شیطانی و صف انتشار پیدا کیا اور جگہ جگہ چیلنج بازیاں شروع کیں تو اس کی زبان کو لگام دینے کے لئے علمائے دیو بند کے ترجمان، مناظر اسلام، وکیل احناف، فاتح غیر مقلدیت حضرت مفتی ندیم صاحب زاد اللہ عمرہ وعلمہ فرض کفایہ ادا کرتے ہوئے میدان میں اترے۔ بلکہ وہ بذات خود امین اللہ کی مسجد میں گئے لیکن امین اللہ سامنے آنے کی بجائے چھپ گیا، شیر اسلام نے انہی کی مسجد میں منبر پر کئی بار کونڑ ملا کو للکارا لیکن کونڑ ملا کا کوئی پتہ نہ چلا۔

جب ہم امین اللہ کی حاضری سے مکمل طور پر مایوس ہو گئے اور یقین ہوا کہ اب وہ ہمارے سامنے آنے والے نہیں ہیں۔ اور جاء الحق وزھق الباطل کی عملی شکل ہم نے دیکھ لی تو ہم نے ان کی مسجد میں نعرہ تکبیر بلند کیا اور یوں امین اللہ کی جائے رہائش گنج نعرہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔ وہاں ہر خاص وعام کے چہروں پر خوشی کے آثار نمایاں تھے اور ہر چہرہ پر ایک سوالیہ نشان تھا کہ اتنا مشکل کام کیسے کیا گیا۔

[یہ ساری کارروائی ویڈیوز میں موجود جبکہ انٹرنیٹ پر بھی دیکھی جاسکتی ہے اور اسکی تفصیل ''دکنج مناظری حقیقت او دامین اللہ منډی'' کتابی شکل میں آئیگا ان شاء اللہ]۔

چونکہ مفتی صاحب مدظلہ کی آرزو تھی کہ امین اللہ کے ساتھ آمنے سامنے بات ہو جائے لیکن جب وہ پوری

نہ ہوئی تو انہوں نے عوام الناس کو ان کا اصل چہرہ دکھانے کے لئے ایک بیان کیا جس میں حوالہ جات کے ساتھ ان کے گمراہ کن عقائد بیان کئے۔ اس بیان کی ویڈیو سی ڈی ریکارڈ کی گئی ہے، جس سے الحمد اللہ بہت سارے حضرات کو فائدہ ہوا اور کئی مخالفین بھی راہ راست پر آگئے۔ راہ راست پر آنے والے بھائیوں کے انٹرویوز ماہنامہ ''ترجمان احناف'' میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ دوست احباب نے اصرار کیا کہ اس بیان کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے تا کہ جن لوگوں تک ویڈیو نہیں پہنچی وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

قارئین کرام! یہ کتاب اب آپ کے ہاتھوں میں ہے، آپ خود سوچیں اور قیامت کے لمحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایمان داری سے فیصلہ کریں کہ ایسے عقائد کے حاملین کی تردید کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

غیر مقلدین کو کھلا چیلنج:

غیر مقلدو! کان کھول کر سن لو تم نے ہر جگہ فساد اور انتشار کے اڈے قائم کر کے فضا کو خراب اور بدبودار بنا دیا ہے، تو سنو! امین اللہ کونڑی! ہم آپ کو چیلنج دیتے ہیں، دن، رات، پاکستان، افغانستان، مسجد میں، عدالت میں۔۔۔ جہاں چاہو، جب چاہو ہم تیار ہیں۔ ان شاء اللہ۔ ہمت ہے تو سامنے آؤ اور اپنے ہی عقائد پر ہم سے بات کرو تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

تمہارے عقائد۔۔۔

جن میں سے بعض کفری ہیں اور بعض گمراہ کن۔ اگر آپ کے اندر رتی بھر ایمان ہو اور اپنے ایمان کی دفاع کر سکتے ہو تو آؤ صرف اپنے ایمان کی دفاع کے لئے مجلس قائم کریں۔ یا میں جو حوالہ جات دینے لگا ہوں ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے مجلس قائم کریں۔ ہمارا بحث صرف تیرے عقائد پر ہوگا دیگر غیر مقلدین کے عقائد پر نہیں۔ لیکن تم تیار نہیں ہو سکتے اور یقیناً تیار نہ ہو سکو گے۔ کیونکہ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

جاری۔۔

رب نواز: دار العلوم فتحیہ، احمد پور شرقیہ قسط:۴

امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد کی کتاب

"حقیقۃ التقلید" پر ایک نظر

صحابہ کرام سے تقلید کا ثبوت

امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

"تقلید کی وجہ سے آدمی کو جھوٹ جیسی لعنت کی عادت پڑ جاتی ہے... کبھی صحابہ کو مقلد ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں" (حقیقۃ التقلید واقسام المقلدین صفحہ ۱۵)

پشاوری صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں "صحابہ کرام کی طرف اس (تقلید) کی نسبت سراسر جھوٹ ہے "(حقیقۃ التقلید واقسام المقلدین صفحہ ۳۲)

پشاوری صاحب صحابہ کرام کو مقلد کہنے کو "جھوٹ، لعنتی کام اور مذموم کاوش" کہتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس ان کے متعدد آل غیر مقلدیت صحابہ کرام کو مقلد مانتے ہیں۔ ثبوت حاضر ہیں۔

☆... غیر مقلدین میں "شیخ الکل فی الکل" کا لقب پانے والے شخص میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں۔

"کل صحابہؓ اور تمام مؤمنین کا قرون اولی میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی" (معیار الحق صفحہ ۱۴۳ دوسرا نسخہ ۱۵۷)

میاں صاحب مزید لکھتے ہیں۔

"تقلید بطریق عدم تعین کے یہی ہے سبیل مؤمنین کی، اعنی صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کی" (معیار الحق صفحہ ۱۶۴)

☆... غیر مقلدین میں "وکیل اہلحدیث" کہلائے جانے والے مصنف محمد حسین بٹالوی صاحب نے "تقلید" کو غیر مقلدین کے مجمع میں حدیث سے ثابت کیا اور پھر اس کی کارگزاری بیان کرتے ہوئے جو کچھ کہا وہ ہم پیچھے "تقلید کا ثبوت حدیث سے" عنوان کے تحت نقل کر آئے ہیں۔ اس کی ابتدائی عبارت یہ ہے۔

"بے علم کا علمائے وقت کی بلا تحقیق تقلید کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس وقت تک چلا

آتا ہے" (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۲۹)

دورِ نبوی میں تقلید کرنے والے لوگ عموماً صحابہ تھے۔

بٹالوی صاحب ہی لکھتے ہیں۔

"ہم احادیث صحیحہ سے ثابت کر دکھائیں گے کہ عوام کا تقلیدِ خواص کرنا یعنی خواص کا عوام کو جواب مسائل بلا ذکرِ دلیل دینا اور عوام کا پیروی خواص بغیر سننے دلیل کے کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پایا گیا ہے۔ آنحضرت نے اس عمل کو سُنا اور منع نہ کیا، جس سے آفتاب کی مانند ثابت ہوگا کہ مطلق تقلید سے انکار کرنا اور تقلید کا لفظ سُن کر ہی چونک پڑنا عالم کا کام نہیں اور جو شخص ایسا کرے وہ عالم نہیں، جاہل ہے۔ اگر وہ کچھ کتابیں پڑھا ہے یا مولوی و فاضل کا خطاب حاصل کر چکا ہے تو بھی وہ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا کا مصداق ہے یعنی چار پائے بروکتابے چند" (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۴)

بٹالوی صاحب نے مذکورہ عبارت میں چند باتیں فرمائی ہیں۔ ۱۔ تقلید احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ۲۔ دورِ نبوی میں لوگ (صحابہ) تقلید کرتے تھے۔ ۳۔ تقلید کا منکر جاہل ہے اور اگر وہ نام کا عالم ہے تو بھی وہ اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لاد دی گئی ہوں۔ عبرت، عبرت، عبرت۔

امین اللہ پشاوری صاحب وغیرہ آل غیر مقلدیت اپنا مقام دیکھ لیں۔ ہے کوئی غیر مقلد جو اس سے عبرت حاصل کرے۔

☆... نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد کی کتاب "لقطۃ العجلان صفحہ ۱۳۷" کی عبارت پچھلے صفحات میں ہم نقل کر آئے ہیں کہ انہوں نے حدیثِ معاذ رضی اللہ عنہ سے تقلید کا واجب ہونا ذکر کیا۔ اور یہ بات تو واضح ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول کرنے والے صحابہ اور تابعین ہی تھے۔

☆... امام آل غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"زید بن ثابت کے مذہب پر فتوی دیتے تھے جس میں کوئی نص صریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ پاتے تھے" (رفع العجاجہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۴)

وحید الزمان صاحب اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ "حضرت عثمان نے بھی جب حضرت عمرؓ کی تقلید میں تمتع سے منع کیا تو حضرت علیؓ نے اعلانیہ تمتع کیا" (رفع العجاجہ جلد ۲ صفحہ ۶۱۵)

وحید الزمان صاحب ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں۔

"حضرت عثمانؓ شاید حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمتع کو برا سمجھے" (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۴۶۴)

چند صفحات بعد لکھتے ہیں۔ "حضرت عثمانؓ نے ان (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کی تقلید کی تھی۔" (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۴۷۰)

وحید الزمان صاحب ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں۔ "معاویہ نے بہ تقلید عثمان (حج تمتع) سے منع کیا تھا اور عثمان نے حضرت عمرؓ کی تقلید کی تھی" (لغات الحدیث جلد ۳ صفحہ ۶۵: ع)

وحید الزمان صاحب اپنی مزعومہ فقہ نبوی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"لِاَنَّ الصَّحَابَةَ لَایُنْکِرُوْنَ عَلٰی مَنْ قَلَّدَ بَعْضَهُمْ فِیْ مَسَائِلَ وَقَلَّدَ الْآخَرِیْنَ فِی الْاُخْرٰی" (ہدیۃ المہدی جلد ۱ صفحہ ۱۱۲) صحابہ اس شخص پر انکار نہیں کرتے تھے جو چند مسائل میں بعض کی تقلید کرتا اور دیگر مسائل میں دوسرے بعض کی تقلید کرتا۔

محمد اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

"بعض اہلحدیث نے بھی مروجہ فقہ کی روش پر بعض کتب تصنیف فرمائیں جیسے نواب وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان۔" (مقدمہ احسن البیان صفحہ ۱۸ بحوالہ حدیث اور اہل تقلید جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

وحید الزمان صاحب کی "غیر مقلدیت" کے لیے ہماری کتاب "زبیر علی زئی کا تعاقب" کا حاشیہ ۹۸۔۱۰۰ دیکھا جاسکتا ہے۔

☆... محمد بن ابراہیم وزیر یمانی صاحب لکھتے ہیں۔ "اَمَّا اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ عَلٰی تَقْرِیْرِ الْعَوَامِ عَلَی التَّقْلِیْدِ فَلِاَنَّهُ اِجْمَاعٌ فِعْلِیٌّ لَا لَفْظِیٌّ۔ صحابہ کے اجماع لفظی سے نہیں البتہ اجماع فعلی سے یہ ثابت ہے کہ عوام کو تقلید پر برقرار رکھا جائے گا۔ (الروض الباسم جلد ۱ صفحہ ۱۰۹)

یمانی صاحب غیر مقلدین کے نزدیک "تارکِ تقلید" ہیں جیسا کہ نواب صدیق حسن نے اس کی تصریح کی ہے۔ (التاج المکلل صفحہ: ۲۸۷)

پشاوری صاحب سے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ اگر صحابہ کرام کو مقلد کہنا "جھوٹ، لعنتی کام، مذموم کاوش" ہے تو میاں نذیر حسین دہلوی صاحب، محمد حسین بٹالوی صاحب، نواب صدیق حسن خان صاحب، وحید الزمان صاحب وغیرہ آلِ غیر مقلدیت نے صحابہ کو مقلد کہہ کر جھوٹ بولا، لعنتی کام کیا، مذموم کاوش کی ہے؟

جاری۔۔۔

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی (قسط سوم)

مولوی محمد ایاز سیفی بریلوی کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

مولوی ایاز سیفی بریلوی اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے:

اعتراض: لا الٰہ الا اللہ قرآن کی آیت ہے قرآن کی تفسیر یا تو قرآن سے یا حدیث رسول ﷺ سے یا قول صحابی سے یا مفسرین میں سے کسی مفسر سے کی جائے گی اگر تفسیر اپنے رائے سے کی تو نبی کی حدیث ہے من فسر القرآن برایہ فقد کفر جس نے قرآن کی تفسیر اپنے رائے سے کی تو وہ کافر ہے۔ اب دیکھو یہ مولانا طارق جمیل کی کتاب "ایمان ویقین" کے ص ۱۱ پر لکھتا ہے لا الہ زمینوں کو سرسبز نہیں کرسکتا الا اللہ اللہ چاہے گا تو فصلیں آئیں گی، لا الہ ایٹم ہمارے ملک کو عزت نہیں دے گا الا اللہ اللہ چاہے گا تو عزت ملے گی لا الہ کوئی کسی کی محبت دل میں پیدا نہیں کرسکتا الا اللہ جب اللہ چاہے گا تو پیدا ہوگی۔ دوسری کتاب "مدد صرف ایک اللہ سے کیوں" قاری ربنواز حنفی یہ ہے "پنج پیری" مگر نام کے ساتھ حنفی لکھا ہوا ہے، ص 16 پر یہ بدبخت کلمہ طیبہ میں تحریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اب اگر کوئی زبان سے تو اسی کلمہ کو پڑھے لیکن کلمہ کے معنی اور مفہوم کو نہ مانے تو کلمہ پڑھنے کا کیا فائدہ کلمہ میں اقرار ہے لا الٰہ کوئی مشکل کشا بگڑنے اور بنانے والا نہیں حاجت روا نہیں پریشانی دور کرنے والا نہیں الا اللہ مگر صرف اللہ۔ تفسیر مظہری پڑھو اس میں ہے "یا مذھب الاحزان" تم کہتے ہو اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے قرآن میں ہے یا ایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین اے نبی اللہ بھی آپ کیلئے کافی ہے اور عمر فاروق بھی۔ (ملخصا)

جواب: علماء اہل السنۃ والجماعۃ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی عظمت اور وحدانیت کو بیان کیا تو ایک دم سے مولوی صاحب کے پیٹ میں مروڑ شروع ہوگیا اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ ان کے بھائیوں اور روحانی آباء کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ (پارہ ۲۴، زمر، ع ۵)

اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں (مشرکین) کے دل منقبض ہوتے ہیں جو آخرت کا

یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں (ان کے خود ساختہ مشکل کشاؤں) کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس وقت وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

پہلا جھوٹ :ایمان ویقین نامی کوئی کتاب مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ العالی کی نہیں مولانا حیات ہیں کوئی بھی جا کر ان سے تصدیق کروا سکتا ہے۔

دوسرا جھوٹ :اس نے بولا کہ فاتح رضاخانیت قاطع شرک وبدعت ترجمان مسلک دیوبند استاذی محترم علامہ رب نواز حنفی صاحب مدظلہ العالی معاذ اللہ ''پنج پیری مماتی'' ہیں حالانکہ یہ ان کا وہ بدترین جھوٹ ہے جس پر جتنی لعنت کی جائے کم ہے۔ حضرت حیاۃ الانبیاء ﷺ کے قائل ہیں اور پچھلے 14 سال سے ہمارے کراچی میں جو ادارے کے زیر اہتمام ''تقابل ادیان کورس'' حضرت کی زیر سرپرستی منعقد ہوتا ہے اس میں عقیدہ حیات النبی ﷺ پڑھایا جاتا ہے اور اس سال کے کورس میں حضرت کے حکم پر ہم نے ''مولانا محمود عالم اوکاڑوی صاحب'' کو بلایا تھا پنج پیری کبھی اوکاڑوی صاحب کو بلانے کا سوچ بھی سکتے ہیں؟

مکمل عبارت :ایاز سیفی کو اعتراض ہے کہ کلمہ کے معنی مشکل کشا حاجت روا بجز خدا تعالی کوئی نہیں کرنا غلط ہے الہ کا معنی صرف معبود ہے حالانکہ یہ اس کی جہالت ہے اس لئے کہ خود ''الہ'' کا معنی جہاں معبود آتا ہے وہاں حاجت روا مشکل کشا بھی آتا ہے اور اس کی وضاحت خود قرآن سے حضرت حنفی صاحب نے کی ہے جس کو انہوں نے پیش نہیں کیا حضرت اس عبارت کے آگے ہی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کی مکمل عبارت:

''شبیر: لیکن ہم نے تو سنا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا معنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو آپ نے الہ کا معنی حاجت روا تکلیفیں دور کرنے والا کہاں سے بیان کیا ہے۔

حذیفہ: آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ الہ کا معنی معبود بھی ہے لیکن الہ کے اور بھی بہت سے معانی ہیں یہ دیکھیں میرے ہاتھ میں تفسیر ابن عباس ہے جسکے صفحہ نمبر ۵۳۹ سورہ محمد کی آیت نمبر ۱۹ کے ذیل میں مذکور ہے:

اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا ضَارَّ وَلَا نَافِعَ وَلَا مَانِعَ وَلَا مُعْطِیَ وَلَا مُعِزَ وَلَا مُذِلَ الا الله

لا الہ الا اللہ یعنی کوئی نقصان دینے والا نہیں کوئی نفع دینے والا نہیں کوئی نعمت روکنے والا نہیں کوئی کچھ دینے والا نہیں کوئی عزت دینے والا نہیں کوئی ذلت دینے والا نہیں مگر صرف اللہ۔

بھائی شبیر آپ نے دیکھا کہ الہ کے کتنے معانی ہیں ان بیان کردہ تمام صفات میں اللہ تعالی کا کوئی بھی

شریک نہیں کیونکہ جب ہم نے کہا لا الہ الا اللہ تو اس کلمے میں اقرار ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی مشکل کشا، حاجت روا، عزت وذلت دینے والا کوئی نہیں۔ اسی نقطہ الہ میں اختلاف کی وجہ سے مشرکین اور مسلمانوں میں فرق ہوتا ہے کہ مسلمان صرف ایک اللہ تعالی کو الہ (مشکل کشا، حاجت روا) مانتے ہیں جبکہ مشرکین متعدد الہوں کے قائل ہوتے ہیں۔

شبیر: بھائی حذیفہ آپکی بات تو ٹھیک ہے کہ مشرکین عرب ایک الہ کے منکر تھے لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ الہ کا معنی مشکل کشا حاجت روا اور تکلیف دور کرنے والا قرآن کریم نے بیان کیا ہے؟

حذیفہ: جی ہاں میں آپ کو قرآن کریم سے بتلاتا ہوں کہ الہ کے معنی مشکل کشا حاجت روا اور تکلیف دور کرنے والا ہے اور الہ کا معنی نہ سمجھنے کی صورت میں نہ تو خدا تعالی کیلئے عبادت مخصوص ہو سکے گی اور نہ توحید اور شرک کا مفہوم سمجھ میں آسکے گا اور قرآن کریم پر یقین رکھنے کے باوجود عقیدہ نامکمل رہے گا کیونکہ الہ کا معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے لا الہ الا اللہ کہنے والا زبان سے تو اس کلمہ کا اقرار کرتا رہے گا لیکن سینکڑوں کو الہ بناتا رہے گا اب میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالی نے الہ کا معنی مشکل کشا اور حاجت روا کہاں کہاں بتلایا ہے یہ دیکھیں قرآن کریم میں سورہ نمل ع ۵ پ ۲۰ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ'' مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ

بھلا کون پہنچتا ہے بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور دور کرتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین میں کیا کوئی الہ ہے اللہ کے ساتھ؟ تم بہت کم دھیان دیتے ہو۔

تو آپ دیکھیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ مجبور اور بے کس کی پکار کو سننا اور اس کی مدد کرنا اور تکلیف اور سختی کو دور کرنا الہ کا کام ہوتا ہے گویا فریادرس سختی اور تکلیف دور کرنے والا الہ ہوتا ہے اور فرمایا ءالہ مع اللہ یعنی کیا اللہ تعالی کے ساتھ کوئی اور ہے یعنی تکلیفوں اور سختیاں دور کرنے والا اور فریادرس اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟ اسی طرح آپ دیکھیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے تو اللہ تعالی کو ان الفاظ کے ساتھ پکارنے لگے لا الہ الا انت کوئی الہ نہیں مگر صرف تو (پ ۱۷، انبیاء، ع ۶) مطلب یہ ہے کہ یا اللہ میں تکلیف میں ہوں اور تیرے سوا کوئی الہ یعنی میری تکلیف دور کرنے والا اور فریادرس نہیں اے اللہ میں تکلیف اور پریشانی میں ہوں اور تیرے سوا کوئی الہ یعنی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں تو آپ نے دیکھا اس آیت میں اللہ تعالی نے بتلا دیا کہ اللہ کے سوا کوئی الہ یعنی مشکل کشا اور فریادرس نہیں۔

(مدد صرف اللہ ہی سے کیوں؟ ص ۱۶ تا ۱۸)

تو ایاز سیفی صاحب! لا الہ الا اللہ کے جن معنوں پر آپ کو اعتراض ہے وہ آپ کے اصول کے مطابق قرآن کریم اور قول صحابی سے ثابت ہے لہذا یہ تفسیر بالرائے نہیں۔ آئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ تفسیر بالرائے کیا ہوتی ہے آپ کے حکیم الامت منظور اوجھیانوی المعروف مفتی احمد یار گجراتی نعیمی لکھتے ہیں:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:۹۲)

شب برات کا حلوہ اور میت کی فاتحہ اس کھانے پر کرنا جو میت کو مرغوب تھی اس سے مستنبط ہے۔ (نور العرفان ص ۱۴۱، نعیمی کتب خانہ)

کہئے جناب اس آیت کی تفسیر "شب برأت کا حلوہ، میت کی مرغوب غذا" کے ساتھ کس مسلم بین الفریقین مفسر نے کیا ہے۔؟ آنجناب تو بزعم خویش مناظر اعظم صاحب ہیں کئی تفاسیروں کا مطالعہ کر چکے ہونگے ورنہ اپنا فتویٰ تو آپ کو یاد ہی ہوگا۔

چند مزید حوالہ جات ملاحظہ ہو:

انه لا ملجاء ولا منجی ولا مفزع عند قیامها الا الی الله ... معناه .. ان جمیع الممالک تبطل عند قیامها فلا ملک ولا حکم لاحد الا الله

(تفسیر الخازن، ج۴، ص۱۴۵، بغوی، ج۷، ص۲۸۵)

لا کاشف لما بک الا الله (زاد المسیر، ج۴، ص۱۱۹)

فاعلم انه لا قاضی فی ذالک الیوم الا الله (تفسیر ثعلبی، ج۹، ص۳۴)

لا اله الا الله لتعلم انه لیس الیک من ضرک و نفعک شیء

(تفسیر السلمی، ج۲، ص۲۴۸)

آپ تو کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کا معنی نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے سوا کرنا تفسیر بالرائے ہے مگر ان تفاسیر میں تو علماء کہہ رہے ہیں:

لا الہ نہیں ہے کوئی جائے پناہ الا اللہ مگر اللہ کے پاس

لا الہ نہیں ہے کوئی نجات دینے والا الا اللہ مگر اللہ

لا الہ نہیں ہے کوئی مصیبت کو دور کرنے والا الا اللہ

نہیں ہے کوئی قیامت کے دن فیصلہ کرنے والا الا اللہ

لا الہ نہیں ہے کوئی تجھے نقصان پہنچانے والا اور نفع دینے والا الا اللہ

جواب دیں کیا ان پر بھی کوئی فتویٰ ہے؟

اللہ ہی کافی ہے وہی مشکل کشا ہے کا معنی

مولوی ایاز صاحب نے جو معارضہ میں آیت اور عبارت پیش کی اس کا جواب سمجھنے سے پہلے ایک بات سمجھ لیں کہ دراصل مشکل کشا حاجت روا مافوق الاسباب میں تو اللہ ہی ہے لیکن رب العزت جب ان امور میں انسان کی مدد ونصرت کرتا ہے تو اس کا یہ مدد کرنا دو طریقوں سے ہوتا ہے بعض اوقات اللہ تعالی بلا کسی سبب ظاہری کے مدد ونصرت فرماتا ہے چنانچہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اس وقت انہوں نے کسی اور نبی کسی ولی کو مشکل کشائی کے لئے نہیں پکارا حتی کہ جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں مگر توحید ملاحظہ ہو ایک اللہ پر نظر تو اللہ نے ڈائریکٹ آگ کو فرمایا:

قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ (انبیاء ۶۹)

ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر

اور بعض اوقات وہ ظاہری سبب کے ذریعہ مدد فرماتا ہے چنانچہ اپنے گھر کی حفاظت کیلئے اس نے ابابیل کو سبب بنایا

وَ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ (فیل ۳،۴)

اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے

لیکن اللہ رب العزت مدد ونصرت کیلئے جس سبب کو اختیار فرماتا ہے اس مدد کا مستقل اختیار اس کو حاصل نہیں ہو جاتا وہ مختار کل نہیں ہو جاتا بلکہ رب کا محتاج ہی ہوتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج تک ان ابابیلوں کو کسی نے مشکل کشا حاجت روا نہیں مانا نہ کہا یہی کہا جاتا ہے کہ اللہ کی مدد تھی۔ اس کو ایک مثال سے سمجھیں کاتب کے ہاتھ میں قلم ہے اب بظاہر لگ تو یہ رہا ہے کہ قلم لکھ رہا ہے مگر دراصل لکھنے کا فعل وہ ہاتھ کر رہا ہے کتابت کا ظہور اس ہاتھ سے ہو رہا ہے یہ قلم تو محض ایک واسطہ اور سبب ہے کوئی بھی بے وقوف یہ نہیں کہتا کہ اب قلم کے اندر صفت کتابت آ گئی ہے۔ میں نے بہت آسان الفاظ میں آپ (عوام) کو سمجھایا ہے غرض جب اللہ سبب کے ذریعہ کسی کی مدد کرے گا تو وہ سبب اس فعل میں ہمیشہ کیلئے مستقل مختار کل نہیں ہو جائے گا بلکہ آئندہ بھی اس کام میں اللہ ہی کا محتاج ہوگا اللہ چاہے گا تو اس سے وہ کام دوبارہ لے گا ورنہ نہیں رضا خانیوں کو یہیں مغالطہ لگتا ہے وہ اس سبب کو دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ کام اس

کے مستقل اختیار سے ہو رہا ہے یہ اب مختار کل ہو گیا۔ اتنی معمولی و آسان بات سمجھنے کے بعد اب آیئے مولوی صاحب نے جو آیت پیش کی:

یا ایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین

اے نبی آپ کیلئے اللہ کافی اور آپ کی اتباع کرنے والے مومنین

یہ ہمارے عقیدے کی دلیل ہے اس میں یہی ہے کہ "اللہ ہی کافی ہے" مگر اللہ کفایت کبھی تو خود بلا واسطہ کرے گا اور وہ "حسبک اللہ" ہے اور کبھی واسطہ کے ذریعہ سے کرے گا مگر اس سے واسطہ اس فعل پر ہمیشہ کیلئے مختار نہیں ہو جائے گا اس صورت میں بھی اللہ ہی مدد کرنے والا ہے اور اسی کو "من اتبعک من المومنین" میں واضح کیا پس جب دونوں صورتوں میں مدد و نصرت اللہ ہی کی طرف سے ہے تو یہ کہنا درست ہے کہ "اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے"۔ چنانچہ خود ایاز سیفی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مومنین سے مراد حضرت عمر فاروقؓ ہیں ۳۹ افراد مسلمان ہو گئے تھے کسی کو سر عام خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی جب عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے تب مسلمانوں کو یہ ہمت ہوئی۔ میں کہتا ہوں نادان یہ تو ہماری دلیل ہے دیکھو ان ۳۹ میں بقول تمہارے ہر کوئی مستقل حاجت روا مشکل کشا تھا اور نبی کریم ﷺ بھی جو بقول تمہارے تمام صفات خداوندی کے حامل مگر اللہ نے نہیں چاہا تو کچھ نہ کر سکے اور جب اللہ نے سبب کے ذریعہ مدد کرنا چاہی تو عمر فاروقؓ کو اس کام کیلئے سبب بنا دیا مگر یہی عمر فاروقؓ تھے جب اللہ نے نہ چاہا تو کوئی بھی "حدیبیہ" سے آگے نہ جا سکا۔

فی الحال انتہائی سادہ الفاظ میں میں نے اپنا مدعا پیش کیا سیفی کو جواب کی ہمت ہوئی تو ان شاء اللہ مزید وضاحت کروں گا۔ اب آیئے تفسیر مظہری کے حوالے کی طرف۔

تفسیر مظہری کا حوالہ: یعقوب علیہ السلام جب حضرت یوسف علیہ السلام سے ملے تو سلام کیا:

"السلام علیک یا مذہب الاحزان"۔ (تفسیر مظہری، ج ۵ ص ۶۹)

جواب: اس سلسلے میں اول گزارش تو یہ ہے کہ تفسیری مظہری میں یہ قول بلا سند ہے راقم نے دیگر تفاسیر دیکھیں اس میں بھی قول بلا سند ہی ملا اور عقائد کے باب میں اس کو پیش کرنا نام نہاد مناظر کی جہالت ہے:

اس فرقے کے بانی مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

"اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا احاد صحاح بھی

معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے"۔ (الدولۃ المکیۃ، ص 82)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"عقیدے کیلئے قطعی دلیل کی ضرورت ہے قرآن کی آیت یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالت جن میں نہ شبے کی گنجائش نہ تاویل کی راہ پیش کی جائے"۔ (دس عقیدے، ص 81)

علی سبیل التسلیم اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام غموں کو دور کرنے والے ہیں معاذ اللہ ورنہ 80 سال تک یعقوب علیہ السلام ان کے غم میں رو رو کر نابینا کیوں ہوتے؟ میرا یہ سوال بھی ہے کہ جب یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ یوسف علیہ السلام غموں کو دور کرنے والے ہیں اور میرا غم بھی انہی کی وجہ سے ہے تو ان اسی سالوں میں ایک دفعہ بھی اس غم کو دور کرنے کیلئے یعقوب علیہ السلام نے پکارا حضرت یوسف علیہ السلام کو؟ ہے کسی رضا خانی میں اس کا ثبوت پیش کرنے کی ہمت؟ مقصود یہ ہے کہ آپ کے سبب سے اللہ نے لوگوں کا غم دور کیا اس طرح کے جب مصر میں قحط پڑا تو اللہ نے آپ کو سبب بنا دیا آپ نے ایسی ترتیب اختیار کی کہ قحط میں ان کو پریشانی نہیں ہوئی دلچسپ بات یہ ہے کہ مصر والوں کا قحط حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اختیار سے دور نہیں کیا تھا بلکہ اس کیلئے اللہ کے حکم سے ایک سبب کو اختیار کیا تھا کہ خوشحالی کے دنوں میں بدحالی کیلئے وافر غلہ ذخیرہ کر لیا تھا اور باقاعدہ پلاننگ کے ذریعہ پھر اس کو کوٹہ سسٹم کے ذریعہ تقسیم کیا جاتا پس یہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے تھا یوسف علیہ السلام محض اس کا ظاہری سبب بنے ورنہ کیا وجہ ہے کہ ترقی یافتہ ملکوں کے وزرآء خزانہ کو بریلوی مشکل کشا حاجت روا نہیں کہتے؟

ایاز سیفی کو یہ بے سند قول تو نظر آ گیا مگر پوری سورہ یوسف نظر نہ آئی جو بریلویوں کے خود ساختہ عقائد علم غیب مختار کل حاضر و ناظر کی دھجیاں اڑا رہی ہیں۔

بھائی یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں اس کا مطلب ہے ہر جگہ حاضر ناظر نہیں والد اجازت دے دیتا ہے بھائی یوسف علیہ السلام کو پکڑ کر کنویں میں ڈال دیتے ہیں ہائے ساری دنیا کی مشکل کشائیاں کرنے والا پوری دنیا کا حاجت روا (بقول بریلویوں کے) کنویں میں بے یار و مددگار ہے نکلنے کو دل کرتا ہے کوشش کرتا ہے نہیں نکل پاتا قافلہ آتا ہے ڈول ڈالتا ہے فوراً اچھل کر رسی پکڑ لیتے ہیں اور اوپر آ جاتے ہیں بریلوی اصول کے مطابق تو رسی بھی مشکل کشا ہونی چاہیے جو یوسف علیہ السلام کو

اس عظیم مشکل سے چھڑا رہی ہے یوسف علیہ السلام بھرے بازار میں بک رہے ہیں مگر کچھ نہیں کر پاتے مجھے جواب دو ایاز تمہیں اگر پکڑ کر غلام کے طور پر بیچیں تو باوجود اختیار ہونے کہ تم کبھی اس کیلئے تیار ہو گے؟

زلیخا بدکاری کرنا چاہتی ہے ہائے مشکل کشا اختیار استعمال نہیں کرتا دروازے کی طرف دوڑ پڑتا ہے جواب دو اگر یوسف علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو کبھی زلیخا کے بلانے پر جاتے اور اس امتحان میں خود کو ڈالتے؟ دروازے پر وزیر سے سامنے ہوتا ہے اپنی صفائی پیش کی جاتی ہے وزیر مان بھی جاتا ہے مگر عزت کے خوف سے باوجود بے گناہ ہونے کے یوسف علیہ السلام کو جیل میں ڈال دیتا ہے ہائے ساری دنیا کو مصیبتوں سے چھٹکارا دینے والا خود جیل میں بے گناہ موجود ہے جیل کے ایک معمولی قیدی سے رہائی کی سفارش کروا رہا ہے کہ جب چھوٹ کر جائے تو بادشاہ سے میرا ذکر کر دینا جواب دو جو ہر جگہ حاضر ناظر ہوتا ہے وہ جیل میں قید کیوں ہے؟ جواب دو جو عالم الغیب ہو اس کو بیٹے کی جدائی میں آنسو بہانے کا کیا مطلب؟ ایاز صاحب! اسی تفسیر مظہری میں یہ قول نظر نہیں آیا:

قال جبریل لیوسف ان الله یقول من خلقک ؟ قال الله قال فمن حببک الی ابیک ؟ قال الله قال فمن انجاک من کرب البئر ؟ قال الله قال فمن علمک تاویل الرویا قال الله قال فمن صرف عنک السوء والفحشاء قال الله قال فکیف استشفعت بآدمی مثلک

(تفسیر مظہری، ج۵، ص ۳۵)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تجھے کس نے پیدا کیا حضرت نے جواب دیا اللہ نے جبرائیل نے کہا اللہ فرماتا ہے تجھے کنویں کی تکلیف سے کس نے نجات دی یوسفؑ نے کہا اللہ نے جبریل نے کہا اللہ فرماتا ہے تجھے خواب کی تعبیر کس نے سکھائی یوسف نے کہا اللہ نے جبریل نے کہا اللہ فرماتا ہے چھوٹے بڑے گناہ کا رخ کس نے تیری طرف سے پھیر دیا یوسف نے کہا اللہ نے جبریل نے فرمایا پھر اللہ فرماتا ہے تو نے اپنے جیسے آدمی سے کیسے سفارش کی درخواست کی۔

یہ ہے توحید جس پر حضرت یوسف علیہ السلام تھے کہ ہر مشکل کشائی ہر حاجت روائی کیلئے نظر اللہ کی طرف زندگی میں ایک بار اسباب کے درجے میں بھی اگر مخلوق پر نظر چلی گئی تو اللہ نے اس کو بھی ناپسند فرمایا یہ

حوالے پڑھتے ہوئے تمہیں موت کیوں آتی ہے؟ اور اسی یعقوب علیہ السلام کا یہ قول کیوں نظر نہیں آیا:

حسبی ربی من دنیای و حسبی ربی من خلقه عز جاره و جل ثناء ه و لا اله غیره

(تفسیر مظہری، ج۵، ص۱۴۱)

میرا رب میرے لئے کافی ہے دنیا سے بے نیاز کرنے والا میرا رب میرے لئے کافی ہے اپنی مخلوق سے بے احتیاج کر دینے والا اس کی پناہ لینے والا غالب رہتا ہے اس کی ثناء بڑی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ ظالم کہتا ہے کہ اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے'' یہ کہنا انبیاء علیہم السلام و اولیاءؒ کی توہین ہے معاذ اللہ میں چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ اگر آپ میں واقعی غیرت ہے تو کسی ایک فقیہ کسی ایک محدث کا یہ قول دکھا دو کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے یہ عقیدہ گستاخانہ کفریہ ہے تعجب ہے خود بھی اقرار کرتا ہے کہ عقیدہ درست ہے جب عقیدہ درست ہے تو گستاخی کس طرح ہوا؟ اسی سورہ یوسف میں جب یعقوبؑ پر مشکل پڑی تو کسی خود ساختہ مشکل کشا کو نہیں پکارا سوائے اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ میں تو بس اللہ ہی سے اپنے رنج و غم کا شکوہ کرتا ہوں۔ غرض تفصیل پھر کسی موقع پر انتہائی اختصار سے چند باتیں آپ کے سامنے رکھیں۔ جہاں تک چندے لینے کی بات ہے تو یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اسباب کے درجے میں ہے ہم نے کہیں بھی اس کا انکار نہیں کیا تفصیل کیلئے امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی کتاب ''دل کا سرور'' اور ''گلدستہ توحید'' ملاحظہ ہو۔

آپ کے خطوط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: ازطرف معلمہ بجامعۃ خدیجۃ الکبریٰ للبنات

محترم المقام! مدیر ترجمان احناف جناب حضرت مفتی محمد ندیم صاحب حفظکم اللہ ودر عاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔

ترجمان احناف رسالہ کا مطالعہ پابندی سے کرتی ہوں اور اس کی سطر سطر خوب توجہ سے پڑھتی ہوں الحمد للہ ترجمان احناف کی مضامین بڑے بصیرت افروز، مدلل اور پر از معلومات ہوتے ہیں اور میرے پاس آپکے بیانات اور مناظرے بھی ہیں سن کر ہم بے حد خوش ہو کر ہمیں بڑے اطمینان حاصل ہوتے ہیں۔

اور چھوٹی کے دن اپنے مدرسے کے طالبات کو بھی سناتی ہوں بارک اللہ فی حیاتکم و علمکم

الغرض! میں نے بھی آپ حضرات کے مختنوں کچھ لکھا ہے اگر قابل اشتہار ہو تو میری مضمون بھی افادہ عامہ کیلئے مشتہر کریں۔

اور ہمیں آئندہ کسی ذریعہ سے مندرجہ ذیل پتہ پر 100 رسالے ترسیل کر کے ہمیں شکریہ کہ موقع دیجئے

والسلام مع الاحترام

پتہ: مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات، آفیسر کالونی، عقب تبلیغی مرکز پشاور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپکو مزید ترقی دے کر اللہ آپ کی سعی کو قبول فرمائے ہم آپ جیسے محنت کشوں کی تڑپ دیکھ کر دل سے دعائیں نکل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تامرگ علماء دیوبند احناف کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

ہمارے شمارے کی صفحات ہر وقت آپ کیلئے حاضر ہے جب بھی چاہے مضامین ارسال فرمائیں لیکن شرط صرف یہ ہے کہ ہمارے موضوع سے مناسبت وربط ہو۔ اور ہمارے نمائندہ ہر ماہ کو مذکورہ پتہ پر رسالہ پہنچادیگا۔ ان شاء اللہ۔ دعا میں یاد رکھیں۔

ترجمان احناف رسالہ مختلف علاقوں سے ملنے کیلئے رابطہ نمبرز

مولانا اقبال حسین (چمکنی) 0301-8884082

ضیاء الرحمٰن (بہانہ ماڑی) 0300-9072783

مولانا طیب (شمشتو) 0333-9265131

محمد سلیم (واحد گڑھی) 0346-9231846

مولانا عبدالوحید (بڈھ بیر) 0302-5186485

مولانا شاہ منصور (سکیم چوک) 0301-5967510

مولانا عبدالولی (نمکمنڈی) 0334-8728787

ڈاکٹر فخر عالم (افغان کالونی) 0312-9100643

قاری عمر وشاہ خالد (یکہ توت) 0311-0901102

مولانا خالد (قاضی کلے) 0311-5910024

مولانا آفتاب عالم (شکر پورہ) 0306-8093697

مولانا وحید اللہ (چارسدہ) 0302-8180598

امین اللہ (ارمڑ) 0333-9242486

مولانا خوشیر (وزیر گھڑی پبی) 0311-9718018

مولانا عادل (مہمند ایجنسی) 0346-9065297

قاری عبدالعظیم (اکبر پورہ) 0302-8841413

مولانا رحمان اللہ (شبقدر بازار) 0334-90925454

مولانا فرمان اللہ (رشکئی) 0334-9058857

امیر سعید وابرار (مدرسہ شیرگڑھ) 0331-9985834/0307-8573470

مفتی آرزومند (بٹ خیلہ) 0342-2001042

مولانا عمر فاروق (بنوں) 0332-9766936

مولانا روح الامین (ڈاگئی جدید) 0312-8613078

ہارون بادشاہ (درگئی) 0342-8274727

مولانا فیض الحسین (نستہ چارسدہ) 0333-9365486

مولانا ہدایت الرحمٰن (مردان) 0315-8039139

مولانا ظفر اقبال (کرک) 0315-9926605